ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۳ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ
۲۱ مارچ ۱۹۶۹ء

ممانعت

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِيْ اِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. قَالَ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِيْ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ شب کو پانی برس چکا تھا۔ اور اس کی صبح کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں ہم لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے۔ تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ارشاد فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو۔ کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے۔ سب نے عرض کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ کہا ہے۔ کہ آج صبح میرے بندوں میں دو فریق ہو گئے۔ ایک میرے ساتھ ایمان لے آیا اور ایک نے ساتھ کفر کر دیا۔ سو جس نے یہ کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے پانی برسا تو یہ مجھ پر ایمان لے آیا۔ اور ستاروں کا منکر ہوا اور جس نے یہ کہا کہ فلاں فلاں ستاروں کی وجہ سے پانی برسا وہ ہمارا منکر ہو گیا۔ اور ستاروں پر ایمان لے آیا (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا فَاِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جو اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے۔ تو کفر کا رجوع دونوں میں سے ایک کی طرف ضرور ہوتا ہے اگر واقعہ ایسا ہی ہوا ہے۔ جیسا کہ اس نے کہا (تو وہ کافر ہوتا ہے) ورنہ کفر قائل کی طرف لوٹ آتا ہے۔ (بخاری ومسلم نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے)

وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَيْهِ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے۔ کہ جس شخص نے کسی آدمی کو کافر یا خدا کے دشمن کہہ کر پکارا کہ وہ ایسا نہیں ہے۔ تو کفر اس کی طرف لوٹ آئے گا۔ بخاری ومسلم نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيْ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جو بھی ایماندار ہے۔ وہ طعن وتشنیع کرنے والا نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی لعنت بھیجتا ہے۔ اور نہ ہی بدزبانی اور فحش کلامی کرتا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ بدزبانی جس چیز میں بھی شامل ہوتی ہے۔ اس کو بدنما بنا دیتی ہے۔ اور حیا جس چیز میں بھی ہوتی ہے۔ اس کو زینت دے دیتی ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے یہ حدیث حسن ہے)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا "المتنطعون" (مبالغہ کرنے والے) ہلاک ہو گئے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِيْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَقَرَةُ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس بلیغ آدمی کو مبغوض رکھتے ہیں۔ جو اپنی زبان کو اس طرح توڑتا اور مروڑتا ہے۔ جس طرح بیل اپنی زبان کو توڑ کر گھاس کھاتا ہے (اس حدیث کو امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے حدیث حسن ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْاَلَةَ وَلَا يَقُوْلَنَّ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِنِيْ فَاِنَّهٗ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهٗ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دعا مانگے۔ تو پورے یقین کے ساتھ مانگے اور یہ نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو دیدے۔ اس لئے کہ اللہ رب العزت پر کوئی زبردستی نہیں (بخاری ومسلم)

ف: حدیث بالا میں کلمات دعا میں اس شرط لگانے کے دو ہی مفہوم نکل سکتے ہیں یا تو متکلم اپنی شان بے نیازی کا اظہار چاہتا ہے۔ لہٰذا وہ انداز استغنا میں سوال کرتا ہے یا مخاطب کی سہولت کی وجہ سے ان الفاظ کا اضافہ کرتا ہے اور ... یہ دونوں باتیں بے محل اور لغو ہیں اور دعا کے الفاظ میں یہ کلمات شرط بے معنی اور سراسر گستاخی ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جلد ۱۴ | ۲ر محرم الحرام ۱۹۶۹ھ مطابق ۲۱ر مارچ ۱۹۶۹ء | شمارہ ۴۶

شذرات

صدر ایوب کا تاریخی اعلان

صدر ایوب نے گول میز کانفرنس میں اپنی تاریخی تقریر کرتے ہوئے بالغ رائے دہی کی بنیاد پر براہِ راست انتخابات اور وفاقی پارلیمانی نظام کی بحالی کے بارے میں جمہوری مجلس عمل کی طرف سے پیش کردہ دونوں متفقہ مطالبات منظور کر لئے ہیں۔ اور باقی تمام معاملات آئندہ اسمبلی پر چھوڑ دئے ہیں۔ جو انتخابات کے ذریعے چُنی جائے گی۔

انہوں نے اپنے اس دانشمندانہ اور مدبّرانہ اعلان میں اس حقیقت کو بھی تسلیم کیا ہے کہ نظریۂ پاکستان کی بنیاد اسلام ہے اور اس لئے ہمیں اپنے تمام سیاسی، اقتصادی اور سماجی مسائل کا حل اسلامی نظام میں تلاش کرنا چاہیئے —— مزید برآں انہوں نے اپنے اس جذبے اور خواہش کا بھی اظہار کیا ہے کہ اُن کا واحد مقصد اب یہ ہے کہ آئینی اور پُرامن ذرائع سے انتقالِ اقتدار کی روایت قائم کریں۔ چنانچہ انہوں نے آئین میں ترامیم کرانے کی ذمہ داری بھی اسی نیک مقصد کی خاطر قبول کی ہے ورنہ وہ آسانی سے کہہ سکتے تھے کہ نئی قومی اسمبلی ہی آئین میں ترامیم کرانے کی مجاز ہوگی۔

یہی وجہ ہے کہ ملک کے اکثر سیاسی رہنماؤں نے صدر ایوب کے اس فیصلہ کو اعلیٰ تدبّر اور فراست کا ثبوت قرار دیا ہے۔ اور دینی رہنماؤں نے یہ توقع ظاہر کی ہے کہ انشاءاللہ یہ فیصلہ ملک میں اسلام کے نفاذ کی تمہید ثابت ہوگا۔

ادارہ خدام الدین اس موقع پر جمہوری مجلس عمل کے رہنماؤں کو ان کی کامیابی پر اور صدر ایوب کو ان کے اس مدبّرانہ اقدام اور اعلان پر مبارکباد پیش کرتا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ کہنے پر بھی مجبور ہے کہ گول میز کانفرنس میں شامل پارٹیوں کے تمام نمائندوں میں سے کسی نے بھی سوائے مولانا مفتی محمود کے اسلام کی نمائندگی کا حق ادا نہیں کیا —— اگر حضرت مفتی صاحب موصوف کی طرف سے پیش کردہ مطالبات تسلیم کر لئے جاتے تو اس اقدام سے نظریۂ پاکستان کی بھی تکمیل تائید ہو جاتی اور گول میز کانفرنس کے شرکاء اللہ کے حضور سرخرو بھی ہوتے اور آنے والی مسلمان نسلیں ان کو تا ابد اپنا محسن تصوّر کرتیں —— ہم یہاں یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ صدر مملکت کو اللہ تعالیٰ اور عوام کی جانب سے اسلامی معاشرہ برپا کرنے کی کافی مہلت ملی تھی اور اختیارات کی جو وسعت انہیں حاصل تھی آنے والے کسی سربراہِ مملکت کو نصیب نہیں ہو سکتی اور یہ بے پناہ اختیارات صدر ایوب کے ساتھ ہی رخصت ہو جائیں گے مگر انہوں نے نظام اسلام قائم کرنے کے بارے میں کیا کہا؟ یہ ایک سوال ہے جو بار بار دین پسندوں کے دلوں اور دماغوں میں اُبھر رہا ہے۔ کاش صدر ایوب جاتے جاتے ہی اس سلسلے میں کوئی مفید کام کر جائیں اور تاریخ میں زندۂ جاوید ہو جائیں۔

شرمناک جسارت

لاہور اور اس کے بعد ملتان میں قرآن عزیز کو نذرِ آتش کرنے کے شرمناک اور اشتعال انگیز حادثے ایسا مسئلہ ہیں جو کسی ایک جماعت کا مسئلہ نہیں —— ان المناک واقعات سے ہر صاحبِ ایمان مسلمان کا دل کانپا اور اس کے جذبات میں اشتعال و ہیجان کا طوفان برپا ہُوا ہے چنانچہ ان شرمناک حادثات کی جس قدر مذمّت کی جائے کم ہے۔

ہمیں تعجب ہے کہ جب یہ ایمان سوز حادثے رونما ہوتے تو آسمان ٹوٹ کیوں نہیں پڑا۔ زمین شق کیوں نہیں ہو گئی اور وہ مسلمان جنہوں نے اپنی آنکھوں ان شرمناک مظاہروں کو دیکھا قرآن عزیز کے خاک کا ڈھیر کیوں نہیں بن گئے۔

ہمارے نزدیک یہ دونوں واقعات ایک شرمناک اور کافرانہ جسارت کا مظاہرہ اور دین پسندوں کے لئے کھلا ہُوا چیلنج ہیں اور ان کے ذمّہ داروں کو خواہ وہ کسی جماعت یا گروہ سے تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں کیفرِ کردار تک پہنچانا چاہیئے ہمارا حکومت سے مطالبہ ہے کہ وہ اس سلسلے میں مناسب فوری کاروائی کرے اور مجرموں کی کھوج لگا کر انہیں قرار واقعی سزا دے تاکہ عوام میں اس سلسلے میں مزید اشتعال نہ پھیلے۔

غنڈہ گردی

ہفت روزہ چٹان کے مدیر شہیر آغا شورش کاشمیری کا تحریکِ آزادی میں جو حصّہ ہے اور عشقِ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جو لَو آپ کے اندر روشن ہے وہ کسی حریّت پسند انسان اور عاشقِ خیرالانام سے مخفی نہیں۔ قید و بند کی صعوبتیں اور مصائبِ آلام کے جو چرکے اس راہ میں آپ نے جھیلے ہیں شاید ہی موجودہ رہنماؤں میں سے کسی کو نصیب ہوں اور اس لئے کتاب اللہ کو نذرِ آتش کئے جانے کے شرمناک واقعات پر اُن کا پیچ و تاب کھانا اور برہم ہونا اُن کے جوشِ ایمانی اور غیرتِ اسلامی کا لازمی اور بدیہی نتیجہ تھا لیکن چند شرپسندوں کو اُن کی یہ ادا نہ بھائی اور اُن کی ایک ٹکڑی نے چٹان کے دفتر پر پتھراؤ کر کے اپنی قرآن دشمنی کا ثبوت بہم پہنچا دیا۔ ان کے علاوہ دو بنین عاقبت نا اندیش غنڈوں نے مولانا احسان الٰہی ظہیر مدیر "الاعتصام" کو بھی

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

خطبۂ جمعہ

اسلامی قوانین ہی سے ہمارے تمام دکھ درد ختم ہو سکتے ہیں

مخدومنا المکرم امیر العلماء حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ امیر انجمن خدام الدین ڈیرہ اسمٰعیلخاں شہر میں منعقد ہونے والی "آئین شریعت کانفرنس" کی صدارت فرمانے کے لئے ڈیرہ اسمٰعیل خاں تشریف لے گئے تھے ان کی جگہ خطبہ جمعہ استاذ العلماء حضرت مولانا الحاج سید حامد میاں مدظلہٗ خلیفہ مجاز حضرت "شیخ الاسلام" مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ نے ارشاد فرمایا۔ (حبیب الرحمٰن اشرف)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :-

قال اللہ تعالیٰ : ان الدین عند اللہ الاسلام - و قال : ایضاً - ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ - (پ ۳ - س آل عمران ع ۲)

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو تعلیم دی ہے وہ قرآن حکیم ہو یا احادیثِ نبویہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ ان کے جملہ مضامین و احکام اتنے مستحکم، مضبوط اور جامع ہیں کہ ہر زمانہ اور ہر مقام پہ ہمیشہ صحیح رہیں گے یہ مضامین و احکام تمام حالات پر منطبق ہونے والے ہیں ہر علاقہ و ہر دور میں رہتی دنیا تک جاری ہونے کے قابل ہیں۔

سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرمان، آپؐ کے عمل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس عمل کو جو آپؐ کے سامنے کیا گیا ہو اور آپؐ نے اُسے جائز قرار دیا ہو یا منع فرمایا ہو یا پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہو یا ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہو ان سب کو حدیث کہتے ہیں۔

قرآنِ حکیم کی طرح مسلمانوں نے احادیث نبویہ کو بھی محفوظ رکھا۔ اُمت میں بہت ایسی مقدس ہستیاں گذری ہیں جنہیں کئی کئی لاکھ حدیثیں ازبر تھیں۔ آپ نے سنا ہوگا کہ امام اسحٰق رحؒ فرماتے ہیں کہ تقریباً دس لاکھ حدیثیں مجھے یاد ہیں۔

اسی طرح امام بخاریؒ بھی کئی لاکھ حدیثوں کے حافظ تھے۔ ان احادیث میں سے کچھ حدیثیں منتخب کر کے آپ نے کتاب تصنیف فرمائی۔ جسے ہم بخاری شریف کہتے ہیں اس کا نام آپ نے الجامع الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسنتہ و ایامہ رکھا۔ بخاری شریف میں آپ نے جو حدیثیں نقل فرمائی ہیں اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ صحیح حدیثیں صرف یہی ہیں۔ بلکہ ان کے علاوہ بھی کثیر تعداد میں صحیح احادیث ہیں۔ یہ کتاب ان کے زاویۂ نظر سے منتخب صحیح حدیثوں کا ایک مختصر مجموعہ ہے۔

حدیث صحابۂ کرام کے فتاویٰ اور ان کے فیصلوں کو بھی کہا جاتا ہے۔ اور دراصل ان سب کو ملا کر ہی حدیثوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہے۔ مثلاً آپؐ کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا دور آیا۔ انہوں نے جو فتاویٰ دئے وہ فتوے، جو فیصلے کئے وہ فیصلے اور جو فرامین جاری کئے وہ بھی سب کے سب محفوظ ہوتے چلے گئے۔ اسی طرح دورِ فاروقیؓ فتاوے، فیصلے، فیصلوں کے طریقے اور آپ کے فرمان محفوظ کئے گئے۔ ایسا ہی حضرت عثمان رضؓ، حضرت علی اور حضرت عائشہ وغیرہم (رضی اللہ عنہم) کے فتاوے فیصلے اور آثار و فرامین کو محفوظ کیا گیا ان حضرات کے دور میں سب کچھ وحیٔ الٰہی کی روشنی میں ہوتا رہا ہے۔ انہوں نے جس طرز سے حکومت کی، جو عدل و انصاف قائم کیا۔ وہ سب چیزیں تحریر میں بھی لائی گئیں اور آج تک پڑھی پڑھائی جاتی ہیں۔

خیر القرون میں جو بڑے بڑے قاضی گذرے ہیں ان میں ایک حضرت شریح بھی ہیں۔ آپ نہایت زیرک، ذہین، معاملہ فہم اور جیّد عالم صاحبِ تقویٰ و فراست تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی آپ قضا کے عہدہ پر فائز رہے۔ اور حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کے دور میں بھی آپ قاضی رہے۔ جب حضرت علیؓ نے کوفہ کو دارالخلافہ بنایا تو حضرت شریح نے عرض کیا کہ اب امیر المومنین بہ نفس نفیس یہاں تشریف فرما ہیں اس لئے جناب ہی فیصلے دیا کریں۔ کیونکہ خلیفہ جہاں ہوا کرتا تھا وہاں وہ ہی فیصلے دیا کرتا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ایسا ہی ہوتا رہا۔ جہاں یہ خود ہوتے وہاں کے فیصلے خود کرتے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا اس کی ضرورت نہیں۔ اور فرمایا۔ تم ایک دن میرے سامنے مجلس قضاء قائم کرو (تاکہ دیکھ لوں)۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت علیؓ دیر تک بغور ان کے فیصلے سنتے رہے۔ اور آخرکار آپؓ نے ان کے علمی مقام، اندازِ فکر اور قوتِ فیصلہ دیکھ کر شاباش دی فرمایا قم یا شریح فانت اقضی العرب۔

حضرت علیؓ کے یہ الفاظ بہت وزن رکھتے ہیں۔ آپ کا یہ فرمانا معمولی بات نہیں کیونکہ حضرت علیؓ خود بھی بہت بڑے قاضی تھے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا۔ اقضاھم علی یعنی سب سے عمدہ فیصل علیؓ ہیں۔ تو قاضی شریح اور خلفاء راشدین کے دور کے دیگر قاضیوں کے فیصلے بھی محفوظ چلے آ رہے ہیں۔

یہ سب فتوے اور فیصلے حدیثیں کہلاتی ہیں۔ ان سب کو جمع کر کے جو نظام بنایا گیا وہ اسلامی نظامِ حکومت ہے۔ اسی نظام کو دیکھ کر آج دنیا میں نظام بنائے گئے ہیں۔ خلفاء بنی امیہ، خلفاء عباسیہ اور بعد میں ہندوستان میں (کسی خاص بادشاہ کی وقتی گڑبڑ کو چھوڑ کر) اسی نظام پہ حکومتیں چلتی رہی ہیں۔ ماضی قریب میں اب تک سلطنت عثمانیہ ترکیہ میں یہی نظام رہا اور آج سعودی عرب میں بھی یہی نظام ہے اور بلاشبہ اس نظام میں بڑی برکات ہیں۔

غرض عہد تابعین و اتباع تابعین میں یوں تو علوم دینیہ کے سینکڑوں امام گذرے ہیں جیسے کہ اسماء الرجال کی کتابوں میں تفصیلات بھی مرقوم ہیں۔ لیکن قدرتی بات ہے کہ چار امام ایسے مشہور ہوئے

اور ان کے متبعین کی تعداد اتنی بڑھی کہ اب دنیا میں وہی رہ گئے جس کی وجہ یہ ہے کہ تمام آئمہ کے علوم کو انہوں نے یکجا اور مرتب کر دیا اور گویا ان پر عمل کرنے والا ان سب آئمہ کے علوم پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ اسلامی عدل و انصاف، رحم و کرم کی مثالیں سنئے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفاء میں لکھا ہے کہ فاروق اعظمؓ نے ایک غریب عیسائی کو بھیک مانگتے دیکھا۔ دریافت فرمایا تو کون ہے؟ جواب دیا کہ عیسائی ہوں۔ فرمایا مانگا مت کر میں تیرے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دوں گا۔

گویا انہوں نے یہ اصول مقرر فرما دیا کہ رعایا کا ہر وہ فرد جو از کار رفتہ ہو مستحق امداد ہے۔ اور امداد اس انداز سے کی جائے گی جس سے اس کا ضمیر مردہ نہ ہو، چاہے وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ وغیرہ۔

ھدایہ کی شرح عنایہ میں فاروق اعظمؓ ہی کے دور کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص (دیبا لے کر بغرض تجارت) حدودِ مملکتِ اسلامیہ میں داخل ہوا۔ اُسے کسٹم انسپکٹر ملا اور اس سے کسٹم وصول کیا۔ اس کے بعد کسی شہر میں چونگی انسپکٹر نے ٹیکس وصول کیا۔ آگے جا کر کسی اور عامل نے اس سے ٹیکس لیا۔ اُسے خیال آیا کہ اس طرح سے ٹیکس ادا کرتے کرتے میرا سارا مال تلف ہو جائے گا۔ اس لئے وہ اپنا مال کسی عامل کے پاس جمع کرا کر سیدھا فاروق اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں جا کر دروازے پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کام میں مشغول تھے آپؓ نے دریافت فرمایا کہ تو کون ہے؟ کہنے لگا۔ انا شیخ نصرانی میں عیسائی بوڑھا ہوں۔ آپ نے جواب میں فرمایا انا شیخ حنیفی یا یہ فرمایا کہ انا شیخ مسلم یعنی میں مسلمان بوڑھا ہوں۔

جس کا مقصد یہ ہے کہ تمہیں جو کام ہے وہ بتلاؤ۔ یہ بتانے سے کیا کہ "تم بوڑھے نصرانی ہو"۔ اس کے بعد اس نے اپنے آنے کا سبب بتایا اور عرض کیا کہ اس طرح بار بار ٹیکس ادا کرتے کرتے میرا سارا مال ختم ہو جائے گا۔ آپ نے یہ سنا تو فرمایا۔ اتاك الغوث۔ آپ کو امداد پہنچ گئی۔ یہ کہہ کر فاروق اعظمؓ پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئے ۔۔۔ وہ عیسائی ناامید ہو کر واپس چلا گیا۔ جب وہ عامل کے پاس سے اپنا مال لینے پہنچا تو دیکھا کہ فاروق اعظمؓ کا فرمان پہلے پہنچ چکا ہے۔ جس میں لکھا گیا تھا کہ جب ایک دفعہ ٹیکس لے لیا جائے تو دوبارہ نہیں لینا چاہیے۔ عیسائی آپ کے عدل و انصاف اور فریاد رسی میں اس قدر عجلت کو دیکھ کر فوراً مسلمان ہو گیا۔ دل میں کہا کہ جس مذہب میں اس قدر انصاف ہو اور اس قدر جلدی داد رسی کی جاتی ہو وہ مذہب منہ موڑنے کے قابل نہیں۔

اسلام۔ کا ایک بہت بڑا اصول یہ ہے کہ انصاف کیا جائے گا اور اس میں جلدی کی جائے گی، فیصلہ میں بارہ بارہ اور بیس بیس سال نہیں لگ سکتے۔ یہ انسانی عقل کے قوانین کی لعنت ہے جس میں ہم گرفتار ہیں۔ اور بیس بیس سال مقدمے چلتے رہتے ہیں۔ مظلوم و ظالم میں تمیز نہیں ہو سکتی۔ نہ حق و باطل کی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر نئے فتح کردہ علاقہ میں علم پھیلانے کے لئے علماء بھیجے۔ کوفہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور اہل کوفہ کے نام تحریر فرمایا:۔

"میں نے عبداللہ کو تمہارے پاس بھیج کر تمہیں اپنے اوپر ترجیح دی ہے"۔

حتیٰ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو دارالخلافہ بنایا تو وہاں فقہاء کی کثرت سے خوش ہوئے۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کی تعریف فرمایا۔ ارشاد فرمایا:۔

"ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد اس شہر کے چراغ ہیں"۔

آپ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو ملک شام بھیجا۔ کہ وہاں تعلیم دیں۔ کسی بات پر ان کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف سا ہو گیا وہ مدینہ شریف واپس چلے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ آپ کیسے واپس آئے۔ انہوں نے حالات سنائے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ سرزمین جو نئی فتح ہوئی ہو ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ تم جیسا وہاں نہ رہے۔ لہٰذا دوبارہ تعلیم دینے کے لئے بھیج دیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو تحریر فرما دیا۔ لا امرۃ لك علیه۔ آپ کا حکم ان پر نہ چلے گا۔ یعنی ان کا تعلق مجھ سے اور مرکزی حکومت سے براہِ راست رہے گا ۔۔ غرض اس طرح انہوں نے بڑے بڑے عالم صحابہ کے ذریعے اقطارِ عالم میں علم پھیلایا۔ پھر بعد میں بھی ان علوم کے مرتب کرنے والے اتنے ذہین اور اس قدر متقی و پرہیزگار تھے کہ جو اپنی مثال آپ ہی تھے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج بھی کوئی مسئلہ ایسا نہیں کہ جس کا حل اسلام پیش نہ کرتا ہو کیونکہ اسلامی نظام نہ تو ناقص ہے اور نہ پرانا کہہ کر ٹال دینے کے قابل۔ یہ ایک بہترین ضابطۂ حیات ہے۔

ہم اخبارات اور ریڈیو وغیرہ سے ترقی زمانہ کا حال سنتے ہیں۔ پھر اسکول میں اس کے بعد کالج میں اور اس کے بعد یونیورسٹی میں اور اس کے بعد دوسرے ممالک میں جا کر دیکھتے ہیں کہ دنیا کس قدر مادی ترقی کر رہی ہے۔ اس لئے عادت سی بن جاتی ہے کہ ہر چیز میں ترقی دیکھنی چاہتے ہیں۔ اور یہ چاہتے ہیں کہ مذہب میں بھی ترقی ہو۔ حالانکہ مذہب کے اصول اٹل ہیں۔ اس کے اصول شرم، حیاء، نیکی، نیک دلی، رحم، اخلاق فاضلہ، حقوق کی ادائیگی، امانت و دیانت، سچائی و پاکبازی پر مبنی ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم ان سے یکسر عاری ہیں۔ ہم اگر ترقی کریں تو اسلامی اصول ہمارے لئے جدید ترین اصول ہونگے نہ کہ قدیم۔ قدیم اصول جو ہم میں اور ہماری قوم کے مزاج میں رچ چکے ہیں وہ ہیں جو انگریزی معاشرہ ہم میں چھوڑ گیا ہے وہ بے حیائی اور ظلم و ناانصافی یا ظلم و ناانصافی کے مددگار ہیں۔

ہر شخص جو دین سے ناواقف ہے کہتا ہے کہ آج کے دور میں اسلام کی روشنی میں آج کے مسائل کا حل

تلاش کرنا چاہیے۔ اور اسلام کو ترقی دینی چاہیے۔ اور دل کے اندر یہ خواہش پنہاں ہوتی ہے کہ ناجائز کو جائز کیا جائے تو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

مثلاً بڑی خواہش ہے کہ سود حلال ہو جائے۔ لیکن آپ غور کریں تو سود کی بنیاد ظلم پر ہے۔ سود وہ شخص لیتا ہے جو ضرورت مند ہو اور وہ دیتا ہے جس کے پاس گنجائش ہو، اور ضرورت نہ ہو یا کم ضرورت ہو۔ اب سود پر رقم دینے سے دینے والا زیادہ نفع میں چلا گیا۔ کیونکہ اصل سرمایہ محفوظ ہو گیا اور نفع بھی یقینی ہو گیا۔ اور ضرورت مند جسے غنی ہونا چاہیے تھا۔ زیادہ محتاج ہو گیا اور اس کی پریشانی و بدحالی میں اضافہ ہو گیا۔ گویا ایک انسان نے سود دے کر دوسرے انسان کے ساتھ ہمدردی نہیں کی بلکہ اس کے حاجتمند ہونے سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اور بجائے مدد کرنے کے اُسے اور دبا دیا۔ اب اس کا یہ حال ہوگا۔ کہ یہ اپنے بھائی کی بدحالی کا دل سے خواہش مند ہوگا۔ یہ چاہے گا کہ وہ اور محتاج تر ہو جائے تاکہ سود کی رقم بھی اصل بن جائے۔ گویا رفتہ رفتہ اس کی طبیعت ایسی مسخ ہو جائے گی کہ یہ کسی کی بدحالی پر ترس نہ کھائے گا بلکہ بدحالی سے خوش ہوگا اور گویا سود جائز کر کے مظلوم کی مدد نہیں کی جا سکتی بلکہ ظالم کو ظالم تر بنایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا شریعت مطہرہ نے اسی جڑ کو ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا۔ اب ترقی کا نام دے کر ایسی چیزوں کو جائز نہیں کیا جا سکتا۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسلام میں موجودہ دور کے مسائل کا حل نہیں۔ بلکہ شاید کبھی ایسا نہ ہوا ہو کہ آپ نے کسی مسئلہ میں استفسار کیا ہو اور مفتی نے یہ جواب لکھا ہو کہ اسلام میں اس کا حل نہیں۔ اسلام میں اس کا جواب ملا ہوگا۔ یہ بات دوسری ہے کہ آپ کی خواہش کے مطابق ہاں میں جواب نہ ملا ہو بلکہ ہمیشہ نفی میں ملا ہو۔ اگر آپ چاند پر چلے جائیں تو سفر شروع ہونے سے ختم ہونے تک، پھر وہاں رہنے کی مدت میں ہر جگہ اسلامی اصول ساتھ رہیں گے۔ اسلام بتائے گا کہ یہ دعا کر کے سوار ہو۔ اثنائے سفر خدا سے غافل نہ ہو، اوقاتِ نماز میں اس طرح کرو، معاملہ اس طرح رکھو۔ دنیا کے سارے اصولوں کا خلاصہ معاملات ہی ہیں۔ میاں بیوی کا معاملہ، باپ بیٹے کا معاملہ، تجارت کا معاملہ، دوست دشمن کا معاملہ، ہر جگہ ہر معاملہ میں اسلامی ہدایات موجود ہیں۔ اور جس دن آپ چاند پر جا کر مقیم ہوں گے تو جتنے عرصہ زندہ رہیں گے انہیں احکام پر عمل کرنا ہوگا اور اسلامی ہدایات ہی صحیح اور درست تر ثابت ہوں گی۔

انگریزی نظام حکومت ایک عقلی اور علاقائی تجرباتی نظام ہے۔ یہ نظام کلی نظام نہیں جو ہر جگہ نافذ العمل ہو سکے۔ اس کی بنیاد علوم وحی پر نہیں اس لئے وہ غیر فطری ہے۔ اس میں حیاء و بے حیائی کی تمیز نہیں ہے۔ انسان کو پرائیویٹ زندگی میں بے حیائی کا اختیار ہے۔ بالغ لڑکا لڑکی اپنی مرضی سے بدکاری کریں تو ان کے نزدیک جائز ہے۔ انہیں ظالم و مظلوم کی تمیز نہیں ہے۔ سود خوری جیسا جرم ان کے نزدیک ظلم سے خالی ہے اور اسلام میں یہ سب بہت بڑے جرم اور عیب ہیں۔ کیونکہ اسلامی اصول وحیِ الٰہی اور صحیح فطرت ظاہر کرتے ہیں۔ اور ان پر انسان کو جانچتے ہیں۔

اسلامی نظام جس ملک میں بھی رائج رہا ہے وہاں امن و امان کا دور دورہ رہا ہے۔ آج بھی جہاں اسلامی نظام جتنا زیادہ مروّج ہے وہاں ان ممالک کی بہ نسبت جن میں اسلامی نظام کا نفاذ نہیں امن زیادہ ہے۔ نظامِ اسلامی جان، مال اور عزت کی حفاظت کا ضامن ہوتا ہے۔ اسلامی نظام ہی سے بدامنی اور بے اطمینانی کا قلع قمع ہو سکتا ہے۔ اس کا علم باری تعالےٰ نے آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سینۂ اطہر پر اتارا اور اس کے بارے میں ارشاد ہوا و من یبتغ غیر الاسلام الخ اور ان الدین عند اللہ الاسلام۔

اسلامی نظامِ حیات کی کتابیں اردو میں موجود نہیں ورنہ اسلام یقیناً امیر و غریب کے لئے سب سے بہتر ہے۔ اولاً تو یہ سمجھئے کہ اسلام میں کسی کی

(باقی ۱۰)

نعت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

باقر جامی

گیتی ز تب و تابت رخشاں و منور شد
ایں پست و زبوں عالم با خلق تو برتر شد

اے بخت بلندِ ما ہر جا کہ نہادی پا
ہر ذرہ زمین تو با مہر برابر شد

حاصل نہ شدش کامے اُو را کہ ز تو برگشت
ہر چند براں ور شد ہر چند بریں در شد

از پرتوِ حسنِ تو ہر تیرہ دروں پُرتاب
از فیضِ عمیم تو ہر زشت نکوتر شد

اے شاہِ فلک پیما آں کیست کہ در ساعت
از فرش بصد فرّہ بر عرش بریں بر شد

آں کس کہ ترا نگریست شد والہ و شیدایت
برگشت نہ باز از تو ہر چند سبک سر شد

از روزِ جزا باقر فکرے نہ ترا باید
دمساز و کرم فرما چوں شافعِ محشر شد

جلسۂ ذکر — گذشتہ سے پیوستہ

قربانی کے مختلف پہلو

از: حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم —— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى : اَمَّا بَعْدُ :-
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ -

میاں قائم دین مرحوم کا حج

اللہ تعالےٰ نے اس کی دونو دعائیں قبول فرما لیں - میرا اپنا یہی حال ہے، نہ کوئی جائداد ہے نہ تنخواہ ہے، نہ ہی کوئی معروف طریقہ ہے لیکن اللہ تعالےٰ نے حضرتؒ کے جوتوں کے صدقے، ایک پیسہ بھی نہیں، اور ایک نہیں چار حج نصیب کئے اور ایسے حج کرائے جو حکمرانوں کو بھی نصیب نہیں - میاں قائم دین مرحوم کو بھی ایسا ہی حج نصیب ہوا کہ ہم سے بھی زیادہ بہتر۔ لکھ پتی آدمی اس کی خدمت کر رہا ہے اور بچارا اس کے جوتے اٹھا رہا ہے، ناراض ہوتا ہے تو اس کو منا رہا ہے۔ ع

دیوانہ باش تا غم تو دیگراں خورند

روٹی کی فکر تو اس لکھ پتی کو، کپڑے کی فکر اسے، بیمار ہو جائے تو دوائی کی فکر اسے - میں عرض کر رہا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی دین ہے جس کو چاہیں نوازیں، جس طرح چاہیں کسی کو سرفراز فرمائیں -

اپنے اہل وعیال کو نماز کا پابند بنائیے!

اللہ تعالےٰ آزمائش سے بچائے، امتحان میں نہ ڈالے، لیکن اگر ابتلاء اور آزمائش آ جائے تو پھر اللہ تعالیٰ حضرت عثمانؓ اور حضرات حسنینؓ کی طرح، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرح، حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس میں کامیاب و کامران فرمائیں - حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح چاہے اللہ تبارک و تعالےٰ کسی بھی قربانی کا حکم دے دے - لیکن اس وقت قربانی یہ ہے کہ دولت ہو تو زکوٰۃ دے، وقت ہو تو صحت و تندرستی کی زکوٰۃ نماز ہے - آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ کی بیوی نماز پڑھتی تھی یا نہیں؟ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ - ہر شخص سے بازپرس ہوگی کہ بیوی آپ کے اختیار میں تھی، بچے آپ کے اختیار میں تھے بچوں کو کیا تعلیم دی؟ آپ کا فرض ہے کہنا اور اپنے اپنے دور میں اپنی ذمے داری ادا کرنا - جب آپ دنیا سے چلے جائیں گے اور پھر وہ نماز نہ پڑھیں گے، پھر آپ سے بازپرس نہ ہوگی، لیکن آپ ذمے دار ہیں، بچہ سات سال کا ہے تو نماز شروع کرائیں، دس سال کا ہو زبردستی پڑھائیں، یہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم ہے - اور نہیں کریں گے تو بازپرس ہوگی —

یہ بھی ایک قربانی ہے - قربانی کے ہزاروں رنگ ہیں، لاکھوں طریقے ہیں - قربانی صرف چھری پھیرنے کا نام نہیں، قربانی صرف لفاظی اور زبانی جمع خرچ نہیں بلکہ اصل قربانی وہ ہے جو عملاً قربانی ہو - دیکھئے اللہ نے توفیق دی آپ چل کے یہاں مجلس ذکر میں آ گئے - کل کو اللہ تعالےٰ کسی اور نیک کام مثلاً حج یا جہاد کے لئے آپ کو طلب کر لیتے ہیں تو وہاں بھی بصد شوق جائیں گے - الحمد للہ جنہوں نے قربانیاں دیں، ان کے صدقے ساری قوم کی عزت و آبرو بچ گئی، ساری قوم کو اللہ نے سرخرو کیا - اگر چند چوٹی کے افسر جانیں بچانے کے لئے بھاگتے تو ساری قوم غلام بن جاتی -

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے

آسانیاں پیدا کی ہوئی ہیں

سب سے بڑا فریضہ ایمان باللہ کے بعد نماز ہے - اس پر جلدی پھٹکڑی کوئی نہیں لگتی - اس کے بعد پھر باقی ساری قربانیاں ہیں، اور اگر اللہ تعالیٰ کچھ بھی نہ دیں آپ کو تو یہ وقت کی قربانی آپ کی صحت و تندرستی کے ساتھ یہ بھی بہت بڑی قربانی ہے، اگر صحت و تندرستی نہیں تو گھر میں، مثلاً بارش ہوتی ہے تو پھر بھی حکم یہی تھا کہ بے شک آپ گھر میں نماز پڑھ لیں، اندازہ لگائیے کتنی آسانیاں ہیں؟ جنگ ہو تو پھر بھی آپ کو حکم یہی ہے کہ سواری پر نماز پڑھ لیں، سفر ہو تو آدھی کر لیں، رمضان میں سفر میں دقت ہو تو رمضان کے بعد روزہ رکھ لیں، اللہ نے آسانیاں آپ کے لئے خود ڈھونڈ رکھی ہیں - لیکن اس کے ساتھ ساتھ دشواریاں اور آزمائشیں بھی ہیں - جہاد کی آزمائش، نماز خود ایک آزمائش اور قربانی بہت بڑی آزمائش اور حضرت ابراہیمؑ کی آزمائش آپ کے سامنے ہے -

کفار ومشرکین بھی قربانی کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے

لبِّ لباب اس کا یہی ہے کہ قربانی جس قوم نے دی وہ کامیاب و کامران ہوئی اور جو ہچکچایا، پیچھے ہٹا، وہ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ط ع

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ گھر کے نہ گھاٹ کے -

اس حد تک میں کہتا ہوں کہ کفار اور مشرکین بھی قربانی کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے - یہ چین اور روس اتنی عظیم قربانی نہ دیتے تو کبھی بھی یہ کمیونزم کی حکومتیں قائم نہ ہوتیں - آج امریکہ کتنی بڑی حکومت ہے، امپیریلسٹ حکومت ہے، ویت نام میں کتنی بڑی قربانی دے رہا ہے - اگر نہ دیتا تو امریکہ کو یہ ٹھاٹھ باٹھ، یہ ساری دنیا کی چوہدراہٹ کبھی نصیب نہ ہوتی - قربانی ایسی چیز ہے کہ دشمن، کافر کو بھی بغیر قربانی کے اللہ تعالےٰ کامیابی نہیں دیتے - یہ تو اٹل اصول ہے - یہ اصول کسی ایک کے لئے نہیں ہے -

سب کے لئے ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ چاہیں تو کافروں کو پیدا ہی نہ کریں، اُن کو کفر کی توفیق ہی نہ دیں، یا اللہ تعالیٰ چاہیں تو ان کو ویسے ہی کیڑے ڈال دیں، مروا دیں، ہارٹ فیل کر دیں، لیکن اللہ نے آزمانا ہے کون جھوٹا ہے کون سچا ہے۔ کون کھرا ہے، کون کھوٹا ہے، کون صابر ہے، کون مجاہد ہے۔

منافق خطرے کے وقت بھاگ جاتے ہیں

جنگِ بدر اور اُحد کے اندر دیکھنا تھا کہ عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین کے ساتھی، وہ کس حد تک ایمان میں سچے تھے، ان کے ایمان کی سچائی زبانی جمع خرچ تک تھی۔ جنگِ احد کا واقعہ ہے جس میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سب کو شریک کیا اور وہ بھی شریک ہوا اور جب جنگ کا وقت آیا تو پیچھے ہٹ گیا، بھاگ گیا، وہ کہنے لگا میری بات نہیں مانی اس لئے میں آپ کی نہیں مانتا حالانکہ اتنی سی بات ہوئی۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جنگ کے اندر ہم چاہتے ہیں یہیں بیٹھیں اور اگر اُحد میں جو آکر بیٹھے ہیں مکہ والے، یہاں آکر حملہ آور ہوں تو جواب دیں۔ عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تائید کر دی۔ نوجوانوں نے بڑھ بڑھ کے تقریریں کیں اور نتیجہ یہ ہوا کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سامانِ جنگ سے لیس ہو کر آگئے تو نوجوانوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ہم اپنی غلطی پر اصرار نہیں کرتے، آپ کے ارشاد پر عمل کریں گے، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ یہ بچوں کا کھیل نہیں۔ اب نبی کی شان سے بعید ہے کہ ہتھیار سجائے اور لڑے بغیر گھر واپس آجائے۔ یعنی یہ بچوں کا کھیل ہے یا اللہ کا حکم؟ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط (ربع س آل عمران ع ۱۷ - آیت ۱۵۹) وہ سب چلے گئے۔ عبداللہ ابن ابی بیچ میں سے واپس آگیا۔ وہیں سے پتہ چل گیا کہ سچا کون ہے۔

حضرت ہاجرہ کی سعی اور ثابت قدمی

یہ قرآن میں اللہ نے بار بار فرمایا ہے کہ ہم نے آزمائش میں ڈالنا ہے اور دیکھنا ہے کون سچا ہے، کون کھرا ہے ورنہ طاقت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ تو جو چاہے سو کر سکتا ہے، لیکن دیکھنا ہے کہ دودھ پینے والا مجنوں کون ہے اور خون دینے والا مجنوں کون ہے؟ سو میں تو یہی کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آزمائش میں نہ ڈالے، لیکن اللہ تعالیٰ نہ کرے، اگر کبھی آزمائش آجاتے تو اللہ تعالیٰ ناکام نہ کریں، پھر اللہ تعالیٰ استقامت خود ہی فرما دیں۔ دیکھئے نا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو استقامت خدا نے دی۔ حضرت ہاجرہ (رض) ایک بادشاہ کی بیٹی ہے لیکن اللہ نے کیسی استقامت دی کہ اس بچے کی خاطر صبر کیا۔ حضرت ابراہیمؑ کا قصہ طویل آتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ جب چھوڑ کر جا رہے تھے تو پیچھے پلٹ کے نہیں دیکھا، وہ بچاری نئی نویلی، پہلا بچہ، اُن کو کہتی ہیں کہ آپ ہمیں کہاں چھوڑ کے جا رہے ہیں؟ اور وہ جواب دیتے ہی نہیں۔ پھر پوچھتی ہیں کہ کیا اللہ کے حکم سے ایسا کر رہے ہیں، انہوں نے کہا۔ جی ہاں۔ پھر انہوں نے کہا۔ کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ ایک تنکا نہیں، کھانے کے لئے ایک پیسہ نہیں، دمڑی نہیں، انسان نہیں، قطرہ نہیں پانی کا، لیکن حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔ کہ ہاجرہ رضؓ صفا مروہ پر دوڑتیں اور نیچے آجاتیں، جتنا حصہ دوڑنے کا تھا حاجیوں کو دوڑنا پڑتا ہے۔ یعنی اللہ کو ان کی ادا یہی پسند آگئی۔ اور پھر اللہ نے پانی پیدا کیا تو وہ پانی پر بند باندھ دیا حضرت ہاجرہ نے تو وہ چاہِ زم زم بن گیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔ اگر بند نہ باندھتیں تو دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سیراب کر ڈالتا لیکن میں کہتا ہوں اب ساری دنیا میں زمزم پہنچ رہا ہے۔ اب بھی سیراب کر رہا ہے، ہمارے گھر میں پڑا ہوا ہے جس کو ضرورت ہوتی ہے پی لیتا ہے۔ میں بات عرض کر رہا ہوں، حاجی آتے ہیں، لاتے ہیں تو ساری دنیا میں نہیں پہنچتا؟ اب بھی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برکت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہ جاری ہے۔ یہی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی وہاں لے جائے، وہاں کی قدر دانی نصیب فرمائے۔ آمین۔

بقیہ: ہائیکورٹ ۔۔۔۔

گاہ میں گھس گئے تھے جہاں لوگ نماز پڑھنے میں مصروف تھے۔

سیشن جج کے ریمارکس

سیشن جج مسٹر سلیم مظہر نے اپنی رپورٹ کے آخر میں ریمارکس دیتے ہوئے لکھا ہے کہ میرے پاس ان مذہبی اور نیک لوگوں کے حلفی بیانات کو درست نہ سمجھنے کے لئے کوئی وجہ نہیں ہے ان سب لوگوں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا سٹی مجسٹریٹ کے خلاف ایسی کوئی بات نہیں کی جس سے ظاہر ہو کہ جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے ساتھ یہ بھی شریک تھے دونوں مجسٹریٹوں کے خلاف ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ ان کا مقصد یا ان کی نیت یہ تھی کہ جرم کا ارتکاب کیا جائے یا مجرمانہ کارروائی میں حصہ لیا جائے۔

سیشن جج نے ڈی ایس پی مسٹر چیمہ اور دیگر پولیس والوں کو مجرم قرار دیتے ہوئے کہا کہ بلاشبہ ڈی ایس پی اور دوسرے پولیس والوں کا پتہ بعد ازاں مقدمہ کی سماعت کے دوران چل جائے گا جو ایسی مجرمانہ کارروائیوں کے مرتکب ہوئے ہیں جن کا ذکر مستغیث نے اپنے استغاثہ اور دوسرے لوگوں نے اپنے بیانات میں کیا ہے

روزنامہ امروز لاہور

ہائیکورٹ نے ڈی ایس پی چیمہ کی گرفتاری کے لئے قابلِ ضمانت وارنٹ جاری کرنے کا حکم دے دیا

مولانا عبیداللہ انور کے مقدمہ میں ڈسٹرکٹ اور سٹی مجسٹریٹ کے خلاف استغاثہ خارج کر دیا گیا۔

لاہور۔ ۱۵ مارچ، مغربی پاکستان ہائی کورٹ میں آج لاہور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر فتح خاں بندیال سٹی مجسٹریٹ سید ناصر علی شاہ اور ڈی ایس پی مسٹر محمد شریف چیمہ کے خلاف مغربی پاکستان جمعیت العلمائے اسلام کے ناظم اعلیٰ مولانا عبیداللہ انور کے استغاثہ کی صدائے بازگشت سنی گئی جب سیشن جج لاہور مسٹر سلیم مظہر کی رپورٹ فاضل جج کے روبرو پیش کی گئی۔ فاضل جج نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سٹی مجسٹریٹ کے خلاف استغاثہ کو خارج کرنے کے علاوہ حکم دیا ہے کہ ڈی ایس پی مسٹر چیمہ کے خلاف بیس ہزار روپے کا ضمانتی وارنٹ جاری کیا جائے۔

فاضل جج نے اپنے آج کے حکم میں لکھا ہے کہ میں نے وکیل صفائی مسٹر ایم انور اور سرکاری وکیل میاں اسلم ریاض کے دلائل کی سماعت کرنے کے علاوہ سیشن جج کی رپورٹ اور مقدمہ کے ریکارڈ میں شامل استغاثہ کے گواہوں کے بیانات کو دیکھا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بادی النظر میں ڈی ایس پی مسٹر شریف چیمہ کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعات ۳۰۷، ۳۲۰، ۳۲۳ اور ۵۰۴ مقدمہ بنتا ہے، فاضل جج نے حکم دیا کہ ڈی ایس پی کے خلاف قابل ضمانت وارنٹ جاری کئے جائیں۔ فاضل جج نے اپنے حکم میں مزید لکھا ہے کہ ریکارڈ میں موجود شہادتوں کی روشنی میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سٹی مجسٹریٹ کے خلاف الزامات ثابت نہیں ہوئے ہیں۔ میری رائے میں ان کے خلاف کارروائی کرنے کی کوئی دوسری وجہ بھی نہیں ہیں اس لئے ان کے خلاف استغاثہ خارج کیا جاتا ہے فاضل جج نے مستغیث کو گواہوں کی فہرست اور جن تاریخوں پر انہیں پیش کرنا ہو اس کا گوشوارہ بھی عدالت میں داخل کرنے کا حکم دیا ہے مقدمہ کی مزید سماعت عدالت عالیہ میں ہوگی اور آئندہ تاریخ ۱۲ اپریل مقرر کی گئی ہے

سیشن جج کی رپورٹ

مسٹر سلیم مظہر سیشن جج لاہور نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ مستغیث مولانا عبیداللہ انور نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سٹی مجسٹریٹ اور ڈی ایس پی محمد شریف چیمہ کے خلاف ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں استغاثہ دائر کیا تھا۔ ابھی استغاثہ کی کارروائی شروع ہی نہیں ہوئی تھی کہ مستغیث نے عدالت عالیہ میں انتقال مقدمہ کی درخواست دائر کر دی جس میں استدعا کی گئی تھی کہ مقدمہ کی سماعت عدالت عالیہ میں کی جائے۔ مستغیث کی درخواست سماعت کے لئے منظور کی گئی اور عدالت نے مقدمہ کے بارے میں مجھے رپورٹ ارسال کرنے کا حکم دیا۔

استغاثہ کی کہانی

سیشن جج نے اپنی رپورٹ میں استغاثہ کی کہانی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مستغیث نے اپنے استغاثہ میں الزام لگایا کہ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۸ء کو جمعیت العلمائے اسلام نے جمعہ کی نماز کے بعد ایک پرامن احتجاجی مظاہرہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ نماز کے بعد ابھی کچھ لوگ نوافل پڑھ رہے تھے کہ مرزا غلام نبی جانباز نے ایک کتبہ اٹھایا جس پر پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ" لکھا تھا۔ انہوں نے مظاہرہ میں شرکت کرنے والے تیرہ چودہ علماء کو بلایا اور انہیں کہا کہ دو دو کی قطاروں میں پرامن جلوس نکالیں۔ ابھی مظاہرین سڑک پر آنے کی تیاری ہی کر رہے تھے کہ پولیس کی بھاری جمعیت ان پر جھپٹ پڑی پولیس نے یہ کارروائی ڈسٹرکٹ اور سٹی مجسٹریٹ کے حکم پر کی۔ پولیس والوں نے بےگناہ شہریوں پر لاٹھی چارج کیا اور مستغیث کو بیدردی سے زدوکوب کیا۔ پولیس نے مستغیث کے پیٹ میں لاتیں مار مار کر اسے بےہوش کر دیا مستغیث کو پولیس نے اس قدر مارا کہ اسے ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔

سیشن جج نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ میں نے مستغیث اور استغاثہ کے گواہوں کے علاوہ ان اخبار نویسوں کے بیانات بھی قلمبند کئے ہیں جنہوں نے اپنے اپنے اخباروں میں اس واقعہ کی رپورٹ شائع کی تھی۔ میں نے زخموں کی نوعیت کے بارے میں ڈاکٹر بلال کی شہادت بھی قلمبند کی۔ ان کے علاوہ میں نے ڈاکٹر نصرت اللہ کا بیان بھی قلمبند کیا جنہوں نے پولیس تشدد کے دوران زخمی ہونے والے مختلف لوگوں کا طبی معائنہ کیا تھا۔

سیشن جج نے اپنی رپورٹ میں مزید لکھا ہے کہ مستغیث مولانا عبیداللہ انور نے اپنے بیان میں دیگر چیزوں کے علاوہ یہ بھی کہا کہ وقوعہ کے روز ڈی ایس پی مسٹر چیمہ کی قیادت میں پولیس کی بھاری جمعیت جن کے پاس بید تھے لوگوں پر جھپٹ پڑے اور انہوں نے وہ کتبہ بھی پھاڑ ڈالا جس پر پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ تحریر تھا انہوں نے یہ بھی کہا کہ پولیس والوں نے کارروائی کرنے سے قبل لوگوں کو منتشر ہو جانے کو نہیں کہا تھا استغاثہ کے ایک گواہ ڈاکٹر ظفر اسلام نے اپنے بیان میں کہا کہ وہ نوافل پڑھ رہے کہ پولیس کی لاٹھیاں برسنے لگیں۔ مرزا غلام نبی جانباز نے استغاثہ کی جانب سے گواہی دیتے ہوئے اپنے بیان میں کہا کہ میں نے مذکورہ بالا کتبہ اٹھایا ہوا تھا اور ابھی ہم لوگوں نے جلوس کی شکل اختیار بھی نہیں کی تھی کہ پولیس کی بھاری جمعیت ڈی ایس پی مسٹر چیمہ کی قیادت میں لوگوں پر جھپٹ پڑی۔ پولیس والوں نے نہ صرف مولانا عبیداللہ انور کو ٹھوکریں ماریں بلکہ انہوں نے کتبہ چھیننے کی غرض سے مجھے بید مارا پولیس کی طرف سے منتشر ہونے کا کوئی اعلان نہیں کیا گیا تھا سیشن جج نے اپنی رپورٹ میں مزید لکھا ہے کہ استغاثہ کے چوتھے گواہ مولوی ابراہیم نے اپنے بیان میں مستغیث اور دیگر گواہوں کے بیانات کی تائید کرتے ہوئے یہ اضافہ کیا کہ وقوعہ کے روز ڈسٹرکٹ اور سٹی مجسٹریٹ بھی موقع پر موجود تھے اور انہوں نے ہمیں جلوس نہ نکالنے کے لئے نہیں کہا تھا۔ استغاثہ کے پانچویں گواہ مولانا محمد اکرم نے مستغیث اور گواہوں کے مذکورہ بالا بیانات کو دہراتے ہوئے کہا کہ میں ذاتی طور پر ڈی ایس پی کو نہیں جانتا تاہم اسی روز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر فتح خاں بندیال کو موقع پر ضرور دیکھا تھا اس وقت وہ ایک ٹرک کے پاس کھڑے تھے میں نے ان سے بات بھی کی تھی۔ گواہ نے مزید کہا کہ پولیس والے اس روز نماز

(باقی صـ پر)

محمد شفیع عمرالدین، میرپورخاص

صحتِ جسمانی کا خیال رکھیں

سرمے کا استعمال

آنکھوں میں سرمہ ڈالنا مستحب ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے آپ تین تین سلائی ہر رات آنکھوں میں ڈالا کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

سرمہ نگاہ کو روشن کرتا ہے، پلکیں خوب اگاتا ہے، آنکھیں صحت مند رہتی ہیں اور شاذ و نادر ہی خراب ہوتی ہیں۔

بالوں کی صفائی

بالوں کو دھوتے رہنا چاہئے۔ انہیں میل کچیل سے صاف ستھرا رکھا جائے۔ تیل لگایا جائے اور کنگھی کی جائے۔

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب اس حدیث کی شرح کہ "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرنے کو منع فرماتے تھے مگر گاہے گاہے" میں فرماتے ہیں:

"قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ گاہے گاہے سے مراد تیسرا دن ہے"۔ ابوداؤد شریف میں ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روزانہ کنگھا کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے علماء نے لکھا ہے کہ یہ ممانعت جب ہے جب کوئی ضرورت اس کی مقتضی نہ ہو۔ ورنہ کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ یہ ممانعت بطور کراہت تنزیہی کے ہے۔ اور اس حالت کے ساتھ مخصوص ہے کہ بالوں میں پراگندگی نہ ہو۔ پراگندگی کی صورت میں روزانہ کنگھی کرنا منع نہیں ہے"۔ (شمائل ترمذی ص۳۷)

سر اور داڑھی کے بالوں میں خوشبودار تیل لگانا مستحب ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن میں خوشبو لگاتی جو بہترین خوشبو میرے پاس ہوتی۔ یہانتک کہ اس خوشبو کی چمک آپؐ کے سر اور داڑھی مبارک کے بالوں میں مجھ کو نظر آتی۔ (ایضاً)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تیل اپنے سر مبارک کے بالوں میں استعمال فرماتے۔ (ایضاً)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ کہ ایک شخص آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال پریشان و پراگندہ تھے۔ آپؐ نے اس کی طرف انگلی سے اشارہ فرمایا۔ گویا آپؐ نے حکم دیا کہ سر اور داڑھی کے بالوں کو درست کرے۔ چنانچہ اس نے بالوں کو درست کر لیا اور پھر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص پریشان بال آتے گویا کہ وہ شیطان ہے۔ (ایضاً)

لباس کو پاک وصاف رکھو

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ (المدثر۔ آیت ۳-۴)

ترجمہ: اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور میل کچیل دور کرو۔

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح

"اس سورت کے نازل ہونے پر حکم ہوا کہ مخلوق کو خدا کی طرف بلائیں۔ پھر نماز وغیرہ کا حکم ہوا۔ نماز کے لئے شرط ہے کہ کپڑے پاک ہوں۔ اور گندگی سے احتراز کیا جائے۔ اُن چیزوں کو یہاں بیان فرمایا۔ یہ ظاہر ہے کہ سب کپڑوں کا حسی و معنوی نجاستوں سے پاک رکھنا ضروری ہے، تو بدن کی پاکی بطریق اولیٰ ضروری ہوگی۔ اس لئے اس کے بیان کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ بعض علماء نے کپڑوں کے پاک رکھنے سے نفس کا بُرے اخلاق سے پاک رکھنا مراد لیا ہے اور گندگی کے دُور رکھنے کے معنیٰ یہ لئے ہیں کہ "بتوں کی گندگی" سے دور رہئے۔ جیسے اب تک دُور ہیں۔ بہرحال آیۂ ہذا میں طہارت ظاہری و باطنی کی تاکید مقصود ہے کیونکہ بدوں اس کے رب کی بڑائی کما حقہٗ دل نشین نہیں ہو سکتی"۔

الحاصل دل اور عادتوں کا سنوارنا بھی مقصود ہے اور ملبوسات کی پاکی بھی مطلوب ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے، کہ اپنے کپڑے پاک رکھنے کا ایک یہ بھی مطلب ہے کہ انہیں پانی کے ساتھ دھو کر پاک و صاف رکھو۔ مشرک اپنا بدن اور کپڑے پاک نہیں رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ وہ اپنا بدن اور کپڑے پاک رکھیں۔

بقول حضرت سعید بن جبیرؓ اپنا دل اور اپنی نیتیں بھی پاک رکھو۔

حضرت خواجہ حسن بصری فرماتے ہیں کہ تیرا خلق بھی اچھا ہونا چاہئے۔

نیز بزرگ فرماتے ہیں کہ میل کچیل دُور کرنے سے مراد سب معاصی کا ترک کرنا ہے۔

حضرت مولانا عبداللہ لغاری (سانگھڑ والے) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"اور اپنے کپڑے صاف رکھو" یعنی عرب جیسے ملک میں جہاں پانی کمیاب ہے۔ وہاں کپڑے صاف رکھنے ایک انقلاب سے کم نہیں۔ کپڑے قیمتی رکھنے ضروری نہیں ہیں۔ مگر صاف کپڑے رکھنے انسانیت کے لئے بہت ضروری ہیں۔ صاف کپڑا صرف اس صورت میں رہ سکتا ہے کہ انسان کا جسم (جو کپڑے کے اندر ہے) صاف ہو۔ اور باہر سے انسان کا مکان صاف ہو، انسانی ترقی کی بناء یہی ہے کہ اس کا گھر اور بدن اور کپڑے صاف ہوں۔ یہ تہذیب اور تمدن کا پہلا سبق ہے۔

اور نجاست سے دوری اختیار کر یعنی اگر اخلاق میں نجاست ہے، یا خیال میں، یا کپڑے میں تو اس کو چھوڑ دینا چاہئے اور اس کو دُور کرنا چاہئے۔

(باقی ص۱۲ پر)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

منعقدہ ۲۸ جنوری ۱۹۶۸ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۲)

فرمایا جتنی کائنات ہے زمین میں، مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ کوئی بھی ایسی مخلوق زمین پر نہیں ہے اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ۔ اللہ نے اس کے رزق کا انتظام خود بخود فرمایا ہے اپنی حکمت کے ساتھ۔

تفسیرِ خازن نے یہاں پر ایک قول نقل کیا ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب تشریف لے گئے کوہِ طور پر، پہلی دفعہ، جب رب العالمین نے نبوت سے آپ کو سرفراز فرمایا تو اور باتوں کے علاوہ یہ بھی حکم دیا کہ اے موسیٰ! اپنی یہ لاٹھی اس سامنے والے پتھر کو مار دیجئے۔ آپ نے لاٹھی پتھر کو ماری، اندر سے ایک اور پتھر نکلا ــــ فرمایا کہ اسے بھی لاٹھی ماریں۔ آپ نے لاٹھی ماری تو اندر سے ایک اور پتھر نکلا، فرمایا کہ اسے بھی لاٹھی ماریں آپ نے لاٹھی ماری تو وہ پتھر پھٹا، اندر سے ایک کیڑا نکلا۔ آپ نے اس کیڑے کی بات سنی۔

اللہ کے نبی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نبیوں کو میری اور آپ کی طاقتوں سے زیادہ مافوق الفطرت انسانی طاقتیں عطا فرماتے ہیں۔ نبی بھی سنتا ہے، میں بھی سنتا ہوں، لیکن نبی وہ بات سنتا ہے جو میں آپ نہیں سن سکتے۔ نبی بھی دیکھتے ہیں، ہم بھی دیکھتے ہیں لیکن نبی وہ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔ (صلی اللہ تعالےٰ علیہم وسلم) ــــ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بدنوں میں بھی خصوصیات ہیں۔ سیدنا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر انسان تھے۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ، لیکن میرے بزرگو! حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جو بشری خصوصیات ہیں وہ ان گنت ہیں۔ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کا چلنا اور، امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کھانا اور، امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سونگھنا اور امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دیکھنا اور فرمایا اِنِّيْ اَرٰى مِنْ خَلْفِيْ كَمَا اَرٰى بَيْنَ يَدَيَّ، میں اپنی پچھلی طرف سے بھی چیزوں کو یوں دیکھ سکتا ہوں جیسے آگے دیکھ لیتا ہوں۔ تمہاری نظر صرف آگے دیکھتی ہے مجھے پیچھے کی چیزیں بھی نظر آتی ہیں۔ اور فرمایا اِنِّيْ اَرٰى مَا لَا تَرَىْ ــــ عائشہ صدیقہ رض حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بیٹھی ہیں تو آپ فرماتے ہیں "اے عائشہ رض! جبریلؑ تجھے سلام کہتا ہے"ــــ ازواجِ نبیؐ کا شان دیکھا؟ ازواجِ نبیؐ اصحابِ نبیؐ ــــ میرے بھائیو! میں باادب درخواست کروں گا کہ کبھی ان بزرگوں کے مقامات میں بحث نہ کی جائے۔ یہ اللہ کو بڑے محبوب تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عائشہ رض کے بستر میں بھی میرے پاس جبریلؑ آتے ــــ کتنا شان ہے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ــــ تو آپؐ نے فرمایا۔ عائشہ! جبریلؑ میرے پاس بیٹھا ہے، تجھے سلام کہتا ہے ــــ جبریلؑ نے سلام کہا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو۔ آپ رض فرماتی ہیں۔ اللہ کے نبیؐ! مجھے تو نظر نہیں آتا۔ جواب میں فرماتے ہیں اِنِّيْ اَرٰى مَا لَا تَرَىْ ــــ او عائشہ! میں وہ دیکھتا ہوں جو تو نہیں دیکھتی ــــ میں فرشتوں کو دیکھ لیتا ہوں اپنے لباس میں بھی اور یہ خاصا ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ مِنْ بَيْنِ انبیاء بھی۔ ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے آئے قرآن میں آتا ہے نَكِرَهُمْ (ھود ع۷) ابراہیم علیہ السلام نہ سمجھ سکے کہ یہ کون ہیں۔ آپ سمجھے مہمان ہیں، گھر سے جا کر کھانا لے آئے ــــ لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے آئے قوم لوط کو تباہ کرنے کے لئے لیکن لوط علیہ السلام بھی نہ سمجھ سکے کہ یہ فرشتے ہیں اس لئے آپ گھبرا گئے تھے یہ نبیوں میں سے بھی خاصہ ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرشتوں کو ان کے اصل وجود میں بھی دیکھ لیا ــــ عائشہ صدیقہ رض تشریف فرما ہیں، جبریلؑ سلام عرض کرتے ہیں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔ عائشہ رض! جبریلؑ بیٹھا ہوا ہے۔ اب یہ نظر کسی کو نہیں آ رہا ہے۔

تو عرض خدمت میں یہ کر رہا تھا کہ انبیاء علیہم السلام کو اپنے وجودوں پہ قیاس نہیں کرنا چاہئے۔ تو موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اللہ تعالےٰ نے اس کیڑے کی زبان سمجھنے کی طاقت عطا فرما دی۔ جب آپؐ نے کان لگایا تو کیڑا کیا کہہ رہا تھا؟ اس کی پوری دعا نقل کی مفسرِ خازن نے، وہ فرماتے ہیں سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِيْ ــــ پاک ہے وہ ذات جو مجھے کئی پتھروں کے اندر بیٹھے ہوئے بھی دیکھ رہا ہے سُبْحَانَ مَنْ لَّا يَنْسَانِيْ ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے یہاں بھی نہیں بھلایا، کہاں میں ان پتھروں کے اندر ہوں یہاں بھی مجھے رزق پہنچاتا ہے۔ ہمارے محاورے میں مشہور ہے کہ پتھر میں جو کیڑا ہے اس کو بھی اللہ روزی دیتا ہے۔ کہتے ہم سب ہیں لیکن عملاً چند ہی لوگ مانتے ہوں گے۔ کہتے ہم سب ہیں "جی خدا رزّاق اے" "تو پھر تو کیوں رشوت سمیٹتا ہے؟" "جی خدا رزّاق اے" "تو پھر تو کیوں سود کھاتا ہے؟" "جی خدا رزّاق اے" "تو پھر تو کیوں حرام کھاتا ہے؟" ــــ کہتے ہیں خدا رزّاق ہے، مانتے نہیں ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو بھی ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

تو ہماری بولی میں مشہور ہے کہ پتھر کے اندر جو کیڑا ہے اُسے بھی خدا روٹی دیتا ہے۔ اگرچہ پتھر کے اندر کیڑے کا ہونا، ویسے بات چل پڑی، کیڑا پتھر میں نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض ایسے کیڑے ہیں جو پتھر میں گھس جاتے ہیں اور باہر نکل آتے ہیں، ان کو طاقت دی گئی۔ وہ پتھر کو کاٹ کر اس طریقے پر اندر چلے جاتے ہیں کہ پتھر پھر جڑ جاتا ہے۔

علامہ دمیری نے، جو آج سے آٹھ

سو سال پہلے گذرے ہیں ایک کتاب لکھی ہے "کتاب الحیوان" دو جلدوں میں چھپی ہے۔ افسوس ہے آج مسلمان اپنے اکابر سے غافل تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے، سید سلیمان ندویؒ نے دارالمصنفین قائم کیا، انہوں نے اپنے اکابر کو بہت کچھ دنیا میں روشناس کرایا، وہ کتابیں جو قلمی تھیں ان کو چھپوایا، تعارف نامے لکھے، متعارف کیا لوگوں کو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک میں بھی ایک ایسا ادارہ قائم کر دے جو یہ گھنگھروؤں کی ثقافت کو چھوڑ کر اپنے آباؤ اجداد کی صحیح ثقافت سے لوگوں کو روشناس کرائے۔

میرے بھائیو! ہم پر یہ جو انگریزی کا غلبہ ہے کہ سب کچھ یورپ اور امریکہ نے کیا ہے، یہ غلط بات ہے، سب کچھ مسلمانوں نے کیا۔ مسلمان علوم اور فنون کے موجد ہیں۔ علامہ دمیری آج سے ۸۰۰ سال پہلے گذرے ہیں "کتاب الحیوانات" ملتی ہے پاکستان میں، مصر کی چھپی ہوئی ہے آج تک کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی۔ کہ اس کا اردو میں ترجمہ کر دیا جائے۔ انہوں نے حیوانات پر بحث کی ہے، انسان حیران رہ جاتا ہے۔ جب کبھی کسی کو پڑھنے کا موقع ملتا ہے کہ اللہ کے بندوں کو اللہ نے کتنی بصیرت عطا کی تھی۔ آج سے آٹھ سو سال پہلے، نہ دور بین ہے، نہ خورد بین ہے، پتہ نہیں وہ کہاں کہاں پھرتے رہے ہیں، کئی ہزار کیڑے مکوڑوں کا، پرندوں کا، جانوروں کا حال انہوں نے لکھا ہے اسی طرح بعض علماء نے لکھا ہے۔ کہ یہ جو کیڑا ہوتا ہے پتھر میں، یہ درحقیقت پتھر میں نہیں ہوتا بلکہ باہر سے کیڑا ہوتا ہے۔ اللہ نے اس کیڑے کو ایسی قوت عطا کی ہے کہ وہ پتھر کو کاٹتا ہے اور اس طریقے پر کاٹتا ہے کہ کاٹتے کاٹتے خود اندر چلا جاتا ہے، پتھر کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ مسلمان علماء نے نباتات پر کام کیا، مسلمان علماء نے بحار پر کام کیا، مسلمان علماء نے ہندسے پر کام کیا، مسلمان علماء نے افلاک پر کام کیا — یہ انگریز وغیرہ تو جناب ہمارا پس خوردہ کھا رہے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ آج ہم ان پس خوردہ کھانے والوں کو اپنا امام سمجھتے ہیں، اپنا رہنما سمجھتے ہیں۔ اللہ مسلمانوں کو ایسی مرعوبیت سے نکالے اور اللہ مسلمانوں میں خودداری کا مادہ پیدا کرے۔ پڑھئے شبلی کے رسالے، علامہ شبلی نے کیا لکھا ہے؟ کہ تیرھویں صدی عیسوی تک تو یورپ میں مسلمان کا فلسفہ رائج تھا۔ ابن رشد اندلسی جو تھا وہ امام تھا فلسفے کا۔ تیرھویں صدی عیسوی میں پادریوں نے اجتماعی طور پر حکم دیا کہ ابن رشد کا فلسفہ پڑھنا حرام ہے۔ مذہباً حکم دے دیا تاکہ یورپ اور یہ لوگ جو ہیں عیسائی، یہ مسلمانوں کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اور خود ان کی کتابیں نقل کیں۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: صحت جسمانی ۰۰۰

نجاست کی تعریف یہ ہے جس سے سلیم طبیعتیں نفرت کریں۔ انسانیت کا متوسط طبقہ اس کو پسند نہ کرے"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں ملاقات کی غرض سے تشریف لائے۔ تو آپ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے بال پراگندہ اور بکھرے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اس شخص کے پاس وہ چیز (کنگھی) نہیں جس سے اپنے بالوں کو درست کر لیتا؟ پھر آپ نے ایک دوسرے شخص کو دیکھا جس کے کپڑے میلے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا اس شخص کے پاس وہ چیز (صابن وغیرہ) نہیں ہے جس سے وہ اپنے کپڑے دھو لیتا؟ (مشکوٰۃ)

آپ نے فرمایا کہ سفید لباس پہنا کرو۔ اس لئے کہ وہ بہت پاک اور پسندیدہ ہے۔ اور سفید کپڑوں میں اپنے مردوں کو دفن کیا کرو۔ (ایضاً)

دعا

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعِفَّةَ وَالْاَمَانَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضَاءَ بِالْقَدَرِ (حزب الاعظم ملا علی قاری)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تندرستی اور پاکدامنی کا طالب ہوں اور امانتداری اور اچھے اخلاق اور قضاء و قدر پر راضی رہنے کا طالب ہوں۔

ہفتہ وار درس حجۃ اللہ البالغہ

دورِ حاضر کے عمرانی مسائل پر فلسفہ ولی اللّٰہی کی روشنی میں سلسلہ تقاریر

ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور کے زیر اہتمام "حجۃ اللہ البالغہ" مصنفہ حکیم الامت حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ کا ہفتہ وار درس ہر اتوار کو صبح ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک بمقام دفتر سوسائٹی ۲۲۳۔ این شاہ ولی اللہ روڈ، سمن آباد لاہور ہوتا ہے۔ درس ولی اللہ سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری صاحب دیتے ہیں جو امام انقلاب شارح حکمت ولی اللّٰہی حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ سے فیض یاب ہیں۔ اور ان کے معتمد خصوصی رہ چکے ہیں۔ آغاز امام صاحب کے عمرانی افکار سے کیا گیا ہے۔ آخری پندرہ منٹ درس کے موضوع کے متعلق توضیحی سوال و جواب کے لئے مخصوص ہیں۔ اہل علم حضرات کے لئے "فلسفہ ولی اللّٰہی" کے خصوصی مطالعہ کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ ترقی پسند اصحاب کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ تشریف لا کر اس مطالعے سے مستفید ہوں اور ان افکار کو پاکستان میں ایک ترقی کن خوشحال معاشرے کی تشکیل و تعمیر کے لئے بنیاد بنائیں۔

الداعی: محمد مقبول عالم بی اے جائنٹ سیکرٹری ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور۔

اپیل

مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ رجسٹرڈ خانو خیل ڈیرہ اسمٰعیل خان کے علاقہ میں ایک عرصہ سے علمائے اہل دیوبند کے طرز کا واحد مدرسہ ہے۔ جہاں شعبہ کتب عربیہ شعبہ حفظ و ناظرہ شعبہ تجوید و قرأت اور سکول کا اہتمام ہے۔ جہاں سے اب تک فاضلین کی ایک معتد بہ جماعت فارغ ہو کر مختلف گوشۂ ملک میں خدمت دینی انجام دے رہے ہیں۔

اس سال مدرسہ ہذا نے شعبہ تجوید و قرأت کو مزید تقویت کے لئے ملک کے مشہور قاری حضرت مولانا قاری عبدالرشید فاروقی صاحب بی اے فاضل قرأت عشرہ آف راولپنڈی کی خدمات حاصل کرلی ہیں اور اب مدرسہ میں روایت حفص کے علاوہ قرأت سبعہ اور عشرہ کے پڑھانے کا بھی اہتمام ہے

مدرسہ ہذا میں دی جانے والی رقوم انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔

فی الحال مدرسہ میں پانچ قابل ترین اساتذہ اپنے فیض سے مستفیض و مستنیر فرما رہے ہیں اور بیرونی طلبہ کے طعام قیام اور دیگر ضروریات کا مدرسہ کفیل ہے اور خاصی تعداد طلبہ کی موجود ہے مدرسہ کی عمارت پختہ ہے۔ جب کہ تمام گاؤں کے مکانات کچے ہیں اطلبہ کی اقامت گاہیں بھی پختہ ہیں۔

محمد زکریا عفی عنہ مہتمم مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ رجسٹرڈ خانہ خیل ڈاکخانہ کوٹ جائی ڈیرہ اسمٰعیل خان

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبۂ حجۃ الوداع

تعمیرِ انسانیت کے اصولوں، حقوقِ انسانی کے تحفظ منصوبوں،

عالمی امن کی تدبیروں اور قانونِ الٰہی کی بالادستی

کے ضابطوں کا لازوال مجموعہ

چودھری نذیر احمد خان صدر محبانِ عالمِ اسلامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب محترم حکیم محمد سعید صاحب نے اس ناچیز کو آج کی مجلسِ شامِ ہمدرد سے اس عظیم الشان موضوع پر خطاب کرنے کو ارشاد فرمایا تو میں نے سوچا کہ یہ کام تو کسی متقی عالمِ دین کے سپرد ہونا چاہیئے تھا۔ مجھ جیسا گنہ گار اور بے علم بھلا اس بارِ گراں کو کیسے اٹھا سکے گا۔

لیکن پھر یہ خیال آیا کہ شاید ایک مقدس فریضہ کی ادائیگی کی سعادت کے باعث میں محشر کی گھڑی کوئی ایسا عمل تو پیش کر سکوں جو بارگاہ ایزدی میں قبول ہو سکے۔

کچھ اس سے بھی دل کو تقویت ہوئی کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں چلنے والوں کو غیب سے ہدایت ملتی ہے راہ حق میں بادیہ پیمائی کا شوق ہے جو مجھے آج آپ کے سامنے کھینچ لایا ہے۔ اکبر الہ آبادی کا یہ شعر حسبِ حال ہے

کسی محفل میں اے اکبر جو تم چمکے تو کیا چمکے
مزہ جب ہے کہ ابھرے نامِ حق یا ذکرِ خدا چمکے

مجھے آج سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس پیغام کو آپ تک پہنچانا ہے جو حضورؐ نے رہتی دنیا تک اپنی امت کے نام ایک وصیت کے طور پر "خطبہ حجۃ الوداع" کی صورت میں ارشاد فرمایا۔

یہ خطبہ، تعمیرِ انسانیت کے اصولوں، حقوقِ انسانی کے تحفظ کے منصوبوں، عالمی امن کی تدبیروں، قانونِ الٰہی کی بالادستی کے ضابطوں، رواداری کے طریقوں عدل و انصاف کی تجویزوں اور اخوت و مساوات کی ہدایتوں کا ایک لازوال مجموعہ ہے

اس کی حقیقی عظمت اور اس کی تعلیمات کے عملی پہلوؤں کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم آج کل مبینہ مہذب دور کے حالات صاف طور پر پیش نظر رکھیں۔

آج ہر طرف روشنی، تہذیب، تمدن، ترقی انسانیت کا غلغلہ ہے۔ ہمارے کان۔ حقوقِ انسانی عالمی امن بین الاقوامی رواداری، قانون کی بالادستی اور اسی قسم کی خوبصورت اور دلکش اصطلاحات سے آشنا ہیں۔ ان سہانے نظریات کی خوشبو فضا میں پھیلی ہوئی ہے ہر شخص ان سے متاثر نظر آتا ہے۔ لیکن یہ یاد رہنا چاہیئے کہ ان نظریات کو پیش کرنے اور ان اصطلاحات کو وضع کرنے میں دنیا کو کتنی کٹھن منزلوں سے گزرنا پڑا ہے اور کتنی عظیم قربانی دینی پڑی ہے۔

زمانۂ حال کی دو عالمگیر اور ہولناک جنگوں نے بیسویں صدی کے انسان کو اس بری طرح سے جھنجھوڑا کہ وہ لامحالہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ جب تک بنیادی انسانی حقوق کے تعین اور ان کے تحفظ کا کوئی واضح اور محسوس منصوبہ نہیں بنایا جاتا، امنِ عالم ہمیشہ خطرہ میں رہے گا۔

چنانچہ اس نے اپنے پریشان دل کو تسلی دینے کے لیے آج سے پورے بیس سال پہلے ایک بظاہر نہایت ہی دلفریب اور جامع منشور وضع کیا جس کو عالمی اعلان حقوق انسانی UNIVEVSAL DECLARATION OF HUMAN RIGHTS کا بلند بانگ نام دیا گیا

یہ منشور دنیا کے بہترین دماغوں کی سات سالہ کاوش کا نچوڑ ہے۔ اور تعمیرِ انسانیت کے سلسلے میں حرفِ آخر قرار دیا جاتا ہے۔

اس کی تشکیل یوں ہوئی کہ ۱۹۴۱ء کے اٹلانٹک چارٹر ATLANTIC CHARTER اور واشنگٹن ماسکو ڈمبارٹن اوکس DUMBARTON OAKS کے مذاکرات کے بعد، آخر کار سان فرانسسکو SANFRANSISCO کے چارٹر کے ذریعے U.N.O ادارہ اقوام متحدہ قائم کیا گیا اور حقوق انسانی کو ایک بین الاقوامی مسئلہ قرار دیا گیا۔ ایک کمیشن برائے حقوقِ انسانی مقرر ہوا جس نے ۲۷ جنوری ۱۹۴۷ء سے لیک سکسس LAKE SUCCESS میں مسز فرینکلن روزولٹ کی صدارت میں متعدد اجلاس منعقد کئے اور آخرکار بعد از بسیار دشواری کے وہ "بے مثل" شاہکار تیار ہوا جسے U.N.O کی جنرل اسمبلی نے آخری شکل دے کر ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو "عالمی اعلان حقوق انسانی" کا نام دے کر منظور کیا اور آج بے مثل شاہکار کی بیسویں سالگرہ بڑے طمطراق کے ساتھ ساری دنیا میں "۱۹۶۸ء کے حقوق انسانی کا سال" 1968ء HUMAN RIGHTS YEAR کے طور پر منائی جا رہی ہے

اس خوشی میں ہر ملک میں جلسے ہوں گے اخبارات میں اداریئے لکھے جائیں گے ریڈیو پر بڑے آدمیوں کے پیغامات نشر ہوں گے TV (ٹیلی ویژن) پر جلسوں جلوسوں کی تصویریں دکھائی جائیں گی۔ انعامی مضامین اور مقالے لکھے جائیں گے۔ غرض یہ کہ سارا سال گہما گہمی رہے گی۔

لیکن ... "پلاؤ کھائیں گے احباب فاتحہ ہوگا"

یہ دعوے اکثر زبانی ہوں گے اگر اس "بے مثل" شاہکار پہ عملدرآمد دیکھنا ہو تو کشمیر کو دیکھ لیجئے یا بھارت میں اقلیتوں کی جو گت بن رہی ہے یا بعض اشتراکی ملکوں میں جو حالت بے چارے مسلمانوں کی ہے اس کو ملاحظہ فرما لیجئے جو اسرائیلیوں کی ہولناکی کا شکار بن کر بے خانماں، بے آسرا زندہ لاشوں کی طرح دربدر مارے پھر رہے ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں بنتا یا پھر قبرص چلیے جہاں عیسائی اکثریت اس جزیرہ پہ تین سو سال حکمران رہنے والے ترک مسلمانوں پہ ظلم و تشدد ڈھا رہی ہے۔ یا پھر افریقہ چلیے جہاں نائیجیریا NIGERIA اور آرٹیریا ERITREA کی مسلمان اکثریت کو ان کے جائز حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ یا روڈیشیا جنوبی مغربی افریقہ کی رنگدار قوموں کے RHODESIA کے زیر دستوں کو دیکھیے جن کو بنیادی انسانی حقوق کا حق دار ہی نہیں سمجھا جاتا۔

اور اگر آپ کو اب بھی اس "بے مثل" شاہکار کی افادیت پہ یقین نہ آیا ہو تو "ویٹ نام" چلیے جو مدعیان حقوق انسانی کی بربریت کی ایک زندہ مثال ہے جہاں بے پناہ مخلوقِ خدا فوجی اغراض کے تحت دہن توپ کے واسطہ سے اپنے آبائی گھروں سے نکالی جا رہی اور ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے شہر اور گاؤں برباد کر کے حقوقِ انسانی کے سرپرستوں کی بھینٹ چڑھائے جا رہے ہیں۔

بہرحال عمل نہ سہی یو این او کے اس "بے مثل" شاہکار میں خوبصورت اصطلاحات، دلفریب نظریات، اور دل خوش کن اعلانات کی بھرمار تو ہے اور معاملہ اگرچہ "رکا نتیجہ ابھی حاصل نہیں ارمان تو ہیں" سے آگے نہیں بڑھتا تاہم ان دل خوش کن امیدوں کو اتنا اچھالا گیا ہے کہ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ واقعی انسانی حقوق کے معاملے میں یو این او کا اعلان ہم پہ ایک بڑا احسان ہے اور وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ محض ایک "اعلان" ہے جس کی ماہرین کی رائے میں کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے اور بہرحال ان میں حقوق

انسانی کے تحفظ کی تدابیر کے متعلق کوئی شق بھی درج نہیں ہے۔ جب تک اس کے ماتحت معاہدات کو مختلف ممالک منظور نہ کریں۔ اس اعلان کی کوئی اتنی اہمیت نہیں ہے۔

لیکن آج سے چودہ سو سال پہلے تو ان اصطلاحات اور ان نظریات کا نام تک کسی نے نہ سنا تھا۔ "ان ایام جاہلیت میں" تو تاریکی ہی تاریکی تھی۔ قانون زبردست کی لاٹھی کا نام تھا۔ جنہیں انسانی حقوق کہتے ہیں وہ صرف چند افراد کو حاصل تھے۔ جن کے ہاتھوں میں دینی یا دنیوی حکومت تھی۔ پیشہ ور پیشوایان دین اور بادشاہ ایک دوسرے کے راز دار تھے "یکے دزد باشد یکے پردہ دار" عورت کی قانونی حیثیت تو کجا۔ لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیا جاتا تھا۔ انتقام، بے رحمی کی انتہائی صورت اختیار کرتا تھا غرض کہ انسان ایسے قعرِ مذلت میں گرا ہوا تھا کہ خیال تک نہ آ سکتا تھا کہ اس کے دن بھی کبھی پھریں گے۔

ان حالات میں ایک شخص کو جس کو اس کے ہم وطنوں نے طرح طرح کی اذیتیں پہنچا کر بالآخر ترک وطن پر مجبور کر دیا اور پھر بھی دشمنوں کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا۔ وہ متواتر اس کوشش میں لگے رہے کہ اس کو بہرصورت ختم کر کے چھوڑ دیں گے۔ مکروفن دغا۔ بغاوت۔ کھلم کھلا جارحانہ جنگ۔ غرض کہ وہ کونسا حربہ تھا جو رسول عربیؐ کے خلاف استعمال نہ کیا گیا ہو۔ اس شدید عداوت کے پیشوا خود اس کی اپنی قوم قریش کے سرداران مکہ تھے۔ جن کو محمدؐ کے نام پاک سے چڑ تھی۔ اور جو شقاوت قلبی میں سب کو مات کرتے تھے۔ رواج زمانہ کے مطابق یہ کیسے خیال آ سکتا ہے کہ کسی کو اس سے بھی رواداری یا رحم کی توقع ہوگی۔

باوجودیکہ ہجرت کے نو سال اسی طرح گزرے۔ کفار قریش نے سرور کائناتؐ کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ لیکن مشیت ایزدی یہی تھی کہ اللہ کے رسولؐ برحق کا مشن کامیاب ہو۔ اور وہ ہو کر رہا۔

فلک تھا دم بخود باد مخالف چل نہ سکتی تھی
خدا کی بات تھی ٹالے کسی سے ٹل نہ سکتی تھی

اگرچہ مکہ نویں ہجری میں فتح ہو چکا تھا مگر حضورؐ سرور کائنات دسویں ہجری میں ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے۔ فریضۂ حج ادا فرمایا۔ یہ حضور صلعم کا آخری حج تھا۔ اسی لئے اسے "حجۃ الوداع" کہا جاتا ہے۔

اُس دن ان کفار کے دلوں میں (جنہوں نے آنحضرتؐ کی دشمنی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی) کیا کیا خدشات نہ ہوں گے، کہ اُن سے کس قسم کا بدلہ لیا جائے گا۔ رواج وقت کے مطابق وُہ بُرے سے بُرے سلوک کے مستحق تھے اور یہی ان کی توقع تھی۔

لیکن جب حج کی نویں تاریخ سرورؐ کائنات عرف کے میدان میں رونق افروز ہوئے اور وُہ لازوال خطبہ ارشاد فرمایا جو در حقیقت تعمیر انسانیت کا ارفع ترین منشور ہے تو دشمنوں کو بھی اس بات کا یقین ہو گیا کہ محمدؐ واقعی رحمۃ اللعالمین ہیں۔

بقول مولانا ظفر علی خان۔ حضورؐ نے اس دن:

نیش میں نوش بھر دیا، غیر کو خویش کر دیا
پل میں درست کر دیئے بگڑے ہوئے تعلقات
آنکھ کے اک اشارے سے تو نے مٹا دیئے
ذہن کے سب تصورات قلب کے سب تاثرات

روایات کے مطابق اس دن عاشقانِ رسولؐ کا مجمع ایک لاکھ سے زائد کے لگ بھگ تھا۔ حضورؐ اپنی اونٹنی "قصوہ" پر سوار تھے۔ (یہ وہی اونٹنی تھی جس کو آپ نے ہجرت کے وقت حضرت ابوبکرؓ سے خریدا تھا۔ اس پر سوار ہو کر آپؐ نے ہجرت فرمائی تھی۔ اور مدینہ پہنچ کر یہ حضرت ابوایوبؓ کے مکان کے پاس جا کر بیٹھ گئی تھی۔) شہنشاہ عالم کا مسند و بالیں (کجاوہ و عرق گیر) ایک روپیہ سے زیادہ قیمت کا نہ تھا۔ موذن اسلام حضرت بلالؓ حبشی ایک آزاد شدہ غلام نے اونٹنی کی مہار پکڑی ہوئی تھی۔

وہی عاشق رسولؐ بلالؓ؛ موذن اسلام، بلالؓ

چمک اٹھا جو ستارہ تیرے مقدر کا
حبش سے کھینچ کر تجھ کو حجاز میں لایا
ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری
اذان ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

ایک اور آزاد شدہ غلام حضرت اسامہؓ حضورؐ کے سر مبارک پر تمازتِ آفتاب سے بچانے کے لئے چادر کا سایہ کئے ہوئے تھے۔

اس تاریخی دن۔ اپنے رشتہ داروں، عزیزوں، صحابہ کبار کی موجودگی میں، کل کے غلاموں کو یہ قرب عطا کرنے سے ایک دنیا پر ظاہر ہو گیا کہ محمدؐ نہ صرف حقوق انسانی کے دعویدار ہیں بلکہ اپنے اسوہ حسنہ سے اس بلند و ارفع دعوے کا عملی ثبوت بھی پیش کر رہے ہیں۔ تاریخ عالم میں ایسی درخشاں مثال ڈھونڈے سے نہ مل سکے گی۔

خطبہ حجۃ الوداع

جب سب لوگ میدان عرفات میں جمع ہو گئے تو:

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے کے بعد اپنی امت سے یوں خطاب فرماتے ہیں۔

"لوگو! میری بات سنو! کیونکہ میں نہیں جانتا شاید کہ اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت نہ آئے"۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے بہت سے خاندان، قبیلے اس لئے بنائے ہیں کہ اُن سے ایک دوسرے کا تعارف ہو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم سب میں عزت دار وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ شعار و پرہیزگار ہو۔ اسی لئے کسی عربی کو عجمی اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ اسی طرح کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں بجز تقویٰ کے اے قبیلۂ قریش ایسا نہ ہو کہ قیامت میں تم دنیا کا بوجھ سمیٹ کر اپنی گردنوں پر لادے ہوئے آؤ۔ اور دوسرے لوگ آخرت کا سامان لائیں۔ اگر ایسا کیا تو میں تمہیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکوں گا۔

اے لوگو! تمہاری جانیں اور تمہارے مال ایک دوسرے کے لئے قیامت تک ایسے ہی قابل احترام ہیں جیسے کہ اس دن (یوم عرفہ) اور اس مہینے (ماہ ذی الحجہ) کا احترام اس شہر میں ہے۔

اور یقیناً تم سب عنقریب اپنے رب سے ملو گے تو تمہارا رب تم سے تمہارے اعمال کی بازپرس کرے گا۔ اور میں نے یہ بات تمہیں پہنچا دی ہے تو جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ امانت والے کو پہنچا دے۔

اے لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔

تمہارے غلام! تمہارے غلام! جو خود کھاؤ وہی ان کو بھی کھلاؤ، جو خود پہنو، وہی ان کو پہناؤ

خبردار! زمانہ جاہلیت (قبل اسلام) کی تمام رسمیں میرے قدموں کے نیچے کچل دی گئی ہیں۔

زمانہ جاہلیت کے تمام خون (خواہ مسلمانوں کے ہوں یا غیر مسلموں کے) سب معاف ہیں (اب طرفین سے اس کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے میں (اپنے خاندان کا خون) ربیعہ ابن الحارث کے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں، اور (زمانہ جاہلیت کا) ہر ربا (سود) معاف ہے اور (اس قانون کی ابتدا بھی ہم اپنی طرف سے کرتے ہیں) کہ سب سے

پہلے ہیں (اپنے خاندان کا) یعنی اپنے عم محترم عباس ابن عبدالمطلبؓ کا سود معاف کرتا ہوں۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے (میراث کا مکمل قانون نازل کر کے) ہر حق دار کو اس کا حق خود دے دیا ہے۔ اس لئے کسی وارث کے حق میں کوئی وصیت جائز و نافذ نہیں۔ بچے کا نسب اسی مرد سے ثابت ہوگا جس کی بیوی ہے جس نے بدکاری کی ہے اس کو سزا کے سوا کچھ نہ ملے گا (بچہ اس کا نہیں کہلائے گا) اور ان کا حساب خدا کے ذمہ ہے اور جس شخص نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کا بیٹا قرار دیا (اس میں وہ بھی داخل ہے جو اپنا اصلی نسب بدل کر کسی دوسرے نسب کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے) اور جس غلام نے اپنے مولا کے سوا کسی اور طرف اپنی نسبت کی اس پر خدا کی لعنت ہے۔

خبردار! عورت کو اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ دینا جائز نہیں۔ قرض ادا کر دیا جائے۔ عطیہ لوٹایا جائے اور ضامن تاوان کا ذمہ دار ہے۔

اے لوگو! تمہارے کچھ حقوق تمہاری عورتوں کے ذمہ ہیں۔ اور ان کے کچھ حقوق تمہارے ذمہ ہیں۔ تمہارا تو ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے آدمی کو نہ بیٹھنے دیں جس کو تم پسند نہ کرتے ہو۔ نیز ان کے ذمہ ہے کہ وہ کھلی بے حیائی کا کوئی کام نہ کریں۔ پھر اگر وہ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اجازت دی ہے کہ ان کے سونے کی جگہ اپنے سے الگ کر دو اور (اس سے باز نہ آئیں) تو اتنی سزا دے سکتے ہو جس سے بدن پر نشان نہ پڑے اگر وہ اس سزا سے اپنی حرکت سے باز آجائیں تو ان کا نفقہ (کھانا پینا اور لباس وغیرہ) قاعدے کے مطابق تمہارے ذمہ ہے اور عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے رہو کیونکہ وہ تمہاری پابند ہیں۔ اپنا کام خود نہیں کر سکتیں اور تم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی امانت کی حیثیت سے اپنے قبضہ میں لیا اور اسی کا نام لے کر اپنے لئے حلال قرار دیا ہے لوگو! میری بات کو خوب سمجھ لو۔ میں نے تمہیں اللہ کا یہ حکم پہنچا چکا ہوں (اب ذمے داری تمہاری ہے)۔

میں تم میں ایک چیز چھوڑتا ہوں۔ اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو گمراہ نہ ہوگے۔ وہ چیز کیا ہے۔ کتاب اللہ۔

مذہب میں غلو اور مبالغے سے بچو کیونکہ تم سے پہلی قومیں اسی لئے برباد ہوئیں۔

خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ خود ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ تم کو خدا کے سامنے حاضر ہونا پڑے گا۔ اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا۔

خبردار! مجرم اپنے جرم کا ذمہ دار آپ ہے۔ خبردار! باپ کے جرم کا ذمہ دار بیٹا نہیں اور بیٹے کے جرم کا جواب دہ باپ نہیں۔

اگر کوئی نکٹا اور کن کٹا حبشی غلام بھی تمہارا امیر مقرر کر دیا جائے اور وہ تمہیں خدا کی کتاب کے مطابق لے چلے تو تم اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔

سنو! شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہارے اس شہر میں کبھی اس کی عبادت کی جائے۔ (یعنی اس زمین میں کفر و شرک کبھی نہیں ہوگا) لیکن اس سے کم درجہ کے اعمال میں اس کی اطاعت ہو سکے گی اور شیطان بھی اسی پر راضی ہو گیا ہے، اور یہ اعمال وہ ہیں جن کو تم چھوٹا گناہ سمجھ کر اختیار کرو گے۔ اس لئے تم پر لازم ہے کہ اپنے دین کی حفاظت کے لئے شیطان کے مکر سے ہمیشہ بچتے رہو۔

اے لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی ہے، نہ تمہارے بعد کوئی دوسری امت

خبردار! تم اپنے رب کی عبادت کرتے رہو پانچ نمازوں کی پابندی کرو۔ اور اپنے ماہ رمضان کے روزے رکھو۔ اور اپنے اموال کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ ادا کرو۔ اور اپنے رب کے "بیت" کا حج کرو اور اپنے امراء کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اور تم سے میرے متعلق بھی سوال کیا جائے گا۔ تو آپ بتلاؤ تم کیا کہو گے؟

لوگوں نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ کا پیغام ہمیں پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔ اور ہماری خیر خواہی کی۔ تو آپ نے اپنی انگشت سبابہ کو آسمان کی طرف اٹھایا پھر لوگوں کی طرف جھکا کر فرمایا یا اللہ تو گواہ رہ۔ یا اللہ تو گواہ رہ۔ یا اللہ تو گواہ رہ۔

پھر فرمایا کہ خبردار جو حاضرین ہیں میرا یہ کلام غائبین کو (خواہ وہ اس وقت موجود ہیں یا آگے پیدا ہونے والے ہیں) پہنچا دیں۔ کیونکہ بہت سے وہ لوگ جن کو میرا کلام پہنچے گا خود سننے والوں سے زیادہ اس کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔

خطبہ کے اختتام پر آپ نے تمام مسلمانوں کو الوداع کہا۔

عین اس وقت جب آپ یہ فرض نبوت ادا کر رہے تھے، یہ آیت اتری:

"الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔"

(آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے مذہب اسلام کو انتخاب کر لیا۔)

یہ نقطہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہمارے مذہب کا نام "اسلام" اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ MUHAMMADANISME وغیرہ قسم کے تمام نام غلط ہیں۔ اور غیر مسلموں نے غلط فہمی کی بنا پر یا ارادتاً وضع کئے ہیں۔

بطور ملت ہم "محمڈن" نہیں ہیں، "مسلم" ہیں

یہ بھی یاد رہے کہ رسول پاک کے پیارے نام محمدؐ کو انگریزی میں لکھتے وقت غیر مسلموں نے ارادتاً MOHD کی صورت میں مختلف کر کے لکھنا شروع کر دیا ہے، جس کی دیکھا دیکھی کئی مسلمان بھی اس برگزیدہ نام کو غلط طور پر لکھ دیتے ہیں۔ محمدؐ کا نام کبھی تخفیف سے نہ لکھا جائے۔ مسلمانوں کو اس بارے میں خاص احتیاط کرنی چاہیئے۔

خطبے کے عربی متن کا وہ ترجمہ جو اوپر درج ہے۔ اس فصاحت و بلاغت کا جزوی خاکہ بھی پیش کرنے سے قاصر ہے جو اصل خطبہ کی شان ہے۔ پھر یہ ترجمہ محاورہ اور الفاظ کے مطالب کا صحیح عکس بھی نہیں۔ دنیا کے تمام علما مسلم اور غیر مسلم اب اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن حکیم کی عربی کا صحیح ترجمہ ممکن نہیں ہے۔ رسول اکرمؐ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ارشادات کا وہ ترجمہ جو اصل کا بالکل صحیح عکس ہو، بھی قریباً قریباً ناممکن ہے۔

یوں تو اس منشور تعمیر انسانیت کا ایک ایک فقرہ، بلکہ ایک ایک لفظ ایسا ہے کہ اس پر جتنا بھی غور و فکر کیا جائے تھوڑا ہے اور اس پر جتنا بھی عمل کیا جائے ثواب ہے۔ میں اس کے صرف "دو نکات" مختصراً پیش کرتا ہوں۔

۱۔ حضورؐ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ شاید اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت نہ آئے۔ اس کے بعد تھوڑے عرصہ بعد آپ نے وصال فرمایا

۲۔ بنی نوع انسان کو ایک ہی جوڑے کی اولاد بیان فرما کر عالمگیر اخوت و مساوات انسانی کا جو بلند نظریہ نبی امیؐ نے آج سے چودہ سو سال پہلے ایک سرکش اور نسلی امتیازات میں ڈوبی ہوئی دنیا کے سامنے پیش کیا۔ زمانہ قدیم و جدید کے سارے دانا حکما اس سے بہتر اور جامع تصور اتنے مختصر الفاظ میں پیش نہیں کر سکے۔ اگر یو۔ این۔ او اسی خطبہ کی روح کو اپنے اعلان کی اساس بناتا تو بدرجہا بہتر ہوتا۔ اب میں یو۔ این۔ او کے چارٹر اور حضور نبی امیؐ کے خطبے کے چند حصے تقابل کی غرض سے پیش کرتا ہوں۔

شاید آپ کو معلوم ہو کہ نہ ہو کہ یو۔ این۔ او کے اعلان کے تیس آرٹیکل ہیں۔ آرٹیکل ۲۸۔ ۲۹ اور ۳۰ تو محض رسمی ہیں۔ بارہ آرٹیکل موجودہ زمانے کے اقتصادی اور سماجی زندگی کے تقاضوں کو پورا کرنے سے متعلق ہیں۔ تین قانون کے ضابطوں اور ملزم کے

کے حقوق سے تعلق رکھتے ہیں۔ صرف بارہ ایسے آرٹیکل ہیں جو خالصتاً جان، مال، آبرو، حریت و مساوات۔ جیسے بنیادی انسانی حقوق کے اصول بیان کرتے ہیں۔

ان میں سے آج صرف پہلے پانچ کا ذکر کرتا ہوں کہ در حقیقت وہی عالمی اعلان کا نچوڑ ہیں۔

آرٹیکل نمبر ۱:- عام انسان آزاد پیدا ہوئے ہیں اور اپنے رتبہ اور حقوق میں مساوی ہیں۔

آرٹیکل نمبر ۲:- ہر انسان کو وہ آزادیاں اور حقوق پورے طور پر حاصل ہیں۔ جو اس اعلان میں بیان کئے گئے ہیں۔ مذہب، رنگ، نسل، جنس، زبان نسب، جائیداد یا رتبہ کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جائیگا۔

آرٹیکل نمبر ۳:- ہر شخص کو زندہ رہنے اور آزادی اور حفاظت کا حق حاصل ہے۔

آرٹیکل نمبر ۴: کسی کو غلامی میں نہیں رکھا جائے گا۔ ہر قسم کی غلامی اور غلاموں کی تجارت قطعاً ممنوع ہے۔ (الفاظ ہر قسم کی غلامی" قابل غور ہے)

آرٹیکل نمبر ۵: کسی شخص کو اذیت نہیں دی جائے گی، نہ اس کے ساتھ بے رحمی کا یا ظالمانہ سلوک کیا جائے گا۔ نہ کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو وحشیانہ ہو۔

اب نبی اُمّی کے قرطاسِ حریت و مساوات کے تقابلی حصوں کو دیکھیے۔

نمبر ۱، ۲" خاندان اور قبیلے محض تعارف کے لئے ہیں۔ برتری کا معیار تقویٰ ہے۔ عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ نہ کالا گورے سے افضل ہے نہ گورا کالے سے۔"

کاش آج ہمارے عرب بھائی اس نور ہدایت سے صحیح راہ پکڑتے اور مسلمانوں کے سواد اعظم سے کٹ کر ایک جزیرہ کی صورت نہ اختیار کرتے ان کی "عرب قومیت" "ARAB NATIONALISM" کے گمراہ کن نعرہ نے نہ صرف انہیں آج دوسرے مسلمانوں سے جدا کر دیا ہے، بلکہ لفظ قومیت کی غلط تعبیر سے اتحادِ عالم اسلام جو وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ میں نے کئی بار عرب بھائیوں کو متنبہ کیا ہے۔ اور آج پھر پوری دردمندی سے کہتا ہوں کہ، اگر عرب قومیت کی برتری کا بھوت ان کے سر پر اسی طرح سوار رہا تو وہ آپ تو نقصان اٹھا ہی رہے ہیں، باقی مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچائیں گے۔ ہادیٔ برحق نے صاف الفاظ میں کہہ دیا تھا۔ عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت نہیں۔ ہمارے لئے یہ ارشاد سند ہے اور اس کی تعمیل لازم۔

مسٹر محمد اسد نے اپنی تازہ ترین تفسیر قرآن MESSAGE OF THE QURAN میں لکھا ہے کہ متقی سے مراد ہے خدا آگاہ GOD CONSCIOUS کو جو خدا آگاہ ہوگا وہ لازماً خدا سے ڈرنے والا گناہوں سے بچنے والا نیکوکار ہوگا۔

یو۔این۔او کے اعلان میں انسان کا رتبہ بلند کرنے کے واسطے اخلاقیات کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ دانائے سبلؐ نے تقویٰ کو شرطِ فوقیت قرار دے کر انسان کا اخلاقی اور روحانی معیار اتنا بلند کر دیا ہے کہ کسی اور تعلیم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے یو این او کا اعلان مرتب کیا تھا وہ تو بڑے دانشور اور سند یافتہ عالم و فاضل تھے۔ نبی امیؐ نے کون سی یونیورسٹی میں تعلیم پائی تھی۔ انہوں نے یہ علم و دانش کہاں سے حاصل کئے تھے۔ جو ظلمت و جہالت کے دور میں بھی انسان کو اخلاق و نیکی اور حریت و مساوات کا وہ سبق دے گئے جو موجودہ زمانے کے بڑے سے بڑے روشن دماغ بھی نہ دے سکے۔

اس کی ایک، اور صرف ایک اور یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ اللہ کے سچے رسول تھے۔ ان پر وحی خداوندی نازل ہوتی تھی، وہ جو کچھ ارشاد فرماتے تھے۔ منجانب اللہ ہوتا ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود۔ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود (مولانا روم)

سبحان اللہ!

جو نکتہ وروں سے کھل نہ سکا اور فلسفیوں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

(ظفر علی خاں)

نمبر ۳: انسان کے جان و مال و آبرو کی دائمی حفاظت کی تلقین ایسے دل نشیں طریقے سے کی گئی ہے کہ اگر آج بھی ہم اس تعلیم پر عمل کرنے کو تیار ہو جائیں تو امن عامہ اور نظم و نسق کے بہت سے مسئلے طے ہو جاتے ہیں۔

اس ضمن میں ان الفاظ کو یاد رکھنا چاہیے "خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ خود ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو"

گیارہ کروڑ عربوں کو جن کے پاس سب قسم کا جنگی سامان موجود تھا۔ اگر ۲۷ لاکھ یہودیوں نے جون ۱۹۶۷ء میں ایک ذلت آمیز اور عبرت ناک شکست دی ہے تو اس کی ایک وجہ تو عربوں کی دین اسلام سے غفلت اور ان کی تن آسانی تھی۔ لیکن ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ عین اس وقت جب کہ اسرائیلی، عرب طاقت کو نیست و نابود کر رہے تھے۔ خود عرب ایک دوسرے کی گردن مارنے میں مصروف تھے۔ یمن میں شاہ پسندوں اور جمہوریت کے دعوے داروں کے درمیان خون ریز جنگ جاری تھی۔ جن میں مصر کے پچاس ہزار فوجی شامل تھے۔

اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے محمدؐ کی طرف اپنے پاک فرشتے کی معرفت اپنا پیغام نہ بھیجا تھا تو وہ لوگ جو ان دیکھے خدا اور "یومنون بالغیب" کے قائل نہیں اور "اقرار باللسان و تصدیق بالقلب" کے لئے، محسوسات، مشاہدات یا تجربات کو شرط اوّل قرار دیتے ہیں۔ بتائیں کہ ایک یتیم دُرِ یتیم بکریاں چرانے والے کو جس نے ان کی مانند کسی دنیاوی درسگاہ سے دانشوری حاصل نہ کی تھی۔ اس زمانہ میں جان و مال و آبرو کا کیسے خیال آیا جب کہ دنیا میں ان باتوں کا تصور ہی مفقود تھا اللہ ہم سب کو اپنی ہدایت فرمائے۔ آمین!

نمبر ۴۔ اب ذرا غلامی کے متعلق ارشاد عالی ملاحظہ ہو۔

"اے لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔ تمہارے غلام! جو خود کھاؤ وہی ان کو بھی کھلاؤ۔ جو خود پہنو وہی ان کو بھی پہناؤ۔" اگر کوئی نکٹا اور کن کٹا حبشی غلام بھی تمہارے اوپر امیر مقرر کر دیا جائے اور وہ تمہیں خدا کی کتاب کے مطابق لے چلے تو تم اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔"

یاد رہے کہ ایک فطری دین کے پیغمبر کی حیثیت سے حضور نبی کریمؐ کا ہر قول و فعل فطرت کے تقاضوں کے مطابق ہوتا تھا۔ ایک حقیقی مصلح اعظم کو حالات اور واقعات کو ضرور مدنظر رکھنا پڑتا ہے ورنہ اصلاح کا مشکل کام ناممکن ہو جاتا ہے۔

جو باتیں اس زمانے کے لوگوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھیں ان کو بہ یک جنبش قلم مٹا دینا آسان نہ تھا۔ گو حضورؐ نے اکثر اقات واضح اور سخت احکام بھی جاری کئے۔ لیکن وہ بھی نظریہ حالات تھے۔ منشا یہ تھا کہ احکام یا ہدایات محض دکھاوے کی غرض سے نہ جاری کئے جائیں بلکہ ایسے ہوں کہ ان پر فوری طور پر زیادہ سے زیادہ عمل درآمد ہو سکے۔ تاآنکہ خرابی کا ازالہ ہو جائے ورنہ بقول مشہور انگریز حکیم ہربرٹ سپنسر جو مصلحان یہ چاہتے ہیں کہ اصلاحات کی تکمیل فوری ہو یا کم از کم ان کی زندگی میں پوری ہو جائے۔ وہ ایک اصلاح کی جگہ سو معاشرتی خرابی پیدا کرتے ہیں۔" یہی وجہ ہے کہ اسلام میں شراب خوری جو لوگوں کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔ بھی تدریجاً منع کی گئی۔ تاآنکہ اس کو قطعاً بند کرنے کے احکام جاری ہوئے۔

اسی طرح غلامی کی لعنت تھی جو حضورؐ کے ظہور سے صدیوں پہلے ہر معاشرے نے نہ صرف جاری رکھی بلکہ اس کے جواز میں ہر قسم کی دلیلیں بھی دی جاتی تھیں۔ ارسطو جیسے حکیم کا قول ہے کہ کوئی سماجی اقتصادی معاشرہ یا نظام غلاموں کے بغیر چل ہی نہیں سکتا۔ افلاطون کا بھی یہی خیال ہے۔ قیصر و کسریٰ اور سلطان دمیر کے زمانے میں غلاموں کی حالت مویشیوں سے بدتر تھی۔ ان پر وہ مظالم روا رکھے جاتے تھے جن کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ زمانہ مالکوں اور غلاموں کا زمانہ تھا

مالک کم اور غلام زیادہ۔

ایسے ہیں، حضورؐ کا فرمان کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں (خواہ وہ غلام مسلمان ہو یا مالک مسلمان) ایک انتہائی ہدایت کی حیثیت رکھتا ہے جس کا اثر لازمی طور پر غلاموں کی حالت بہتر بنانے میں ثابت ہوا۔ پھر محسن اعظم علیہ صلواۃ و سلام نے غلاموں کو عام زندگی میں برابری کا درجہ دینے سے دنیا پر ظاہر کر دیا کہ وہ غلامی کی لعنت کو مٹا کر چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ آنحضرتؐ کے اور بہت سے فرمان اور حضورؐ کا اسوۂ حسنہ آخر کار مسلمانوں کے درمیان سے غلامی کی لعنت کو دور کرنے میں بہت حد تک کامیاب ہوئے۔

یو۔ این۔ او کے اعلانِ حقوق انسانی پر جس طرح عمل ہو رہا ہے۔ اس کا مختصر ذکر پہلے کر چکا ہوں۔ حضورؐ کا اپنا اسوہ حسنہ ملاحظہ فرمایئے۔ اپنی سگی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب کو ایک آزاد شدہ غلام حضرت زید بن حارث کی زوجیت میں دیا۔ رومیوں کے خلاف مسلمانوں کی پہلی لڑائی میں بھی حضرت زید سپہ سالار تھے۔ دوسری مہم ان کے بیٹے حضرت اسامہ کی سپہ سالاری میں لڑی گئی۔ حضرت زید اس وقت تک شہید ہو چکے تھے، اس دوسری جنگ میں حضرت عمرؓ اسامہ کے ماتحت تھے۔ سبحان اللہ! غلاموں کو یہ درجہ دینے والے رسولؐ کے قربان جایئے جس کی پاک تعلیم اور پاک عمل نے دنیا کی ایک سب سے بڑی لعنت سے انسان کو نجات دلانے کا اسلوب بتا دیا۔ (باقی آئندہ)

ضروری یادداشت

سہ نکاتی مطالبات پر مشتمل یہ ہینڈ بل گول میز کانفرنس راولپنڈی میں صدر مملکت اور دیگر شرکاء حضرات کو پیش کیا گیا۔ "ادارہ"

بخدمت جناب صدر پاکستان محمد ایوب خاں صاحب و نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب کنوینر جمہوری مجلس عمل و تمام معزز شرکائے گول میز کانفرنس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس انقلابی فیصلہ کن وقت میں آپ کی توجہ ادھر مبذول کرانا ضروری ہے کہ:۔

۱۔ قوم پاکستان میں اسلامی نظامِ حکومت اور شرعی احکام کا نفاذ چاہتی ہے۔

۲۔ ہزاروں شہدائے تحریکِ ختمِ نبوّت کا خون آپ سے مطالبہ کرتا ہے اور اہل اسلام اس خبر کے سننے کے لئے بے چین ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کو غیر مسلم قرار دے کر ان کو کلیدی آسامیوں سے محروم کر دیں۔ تاکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی کے علاوہ انگریزی سامراج کی ریشہ دوانیاں بھی ختم ہو جائیں۔

۳۔ عائلی قوانین کی منسوخی کا فوری اعلان کر دیں تاکہ آپ خدا تعالےٰ کے سامنے سرخرو ہوں اور آپ کو ملک و ملت کے لئے بہتر سوچنے کی توفیق نصیب ہو۔

امید ہے کہ آپ بحیثیت دردمند مسلمان ہونے کے ان بنیادی امور کو نظر انداز نہ فرمائیں گے۔ جو کہ ہماری تمام مشکلات اور دردوں کا مداوا ہیں اور پوری قوم کا یہ مطالبہ ہے۔

آپ کا خیر اندیش:۔ (مولانا) عبد الحکیم خطیب و مہتمم جامعہ فرقانیہ مدنیہ و ناظم عمومی ڈویژنل جمعیت العلماء اسلام راولپنڈی

بقیہ: خطبہ جمعہ

حق تلفی کر کے دولت جمع نہیں کی جا سکتی اور ناجائز ذرائع کی کوئی گنجائش نہیں۔ وہ ساری دولت حاکم جمع کرنے والے سے فوراً اگلوا سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جائز مال جب کسی کے پاس بڑھتا جائے گا۔ تو اسی قدر حقوق مالیہ اس پر عائد ہوتے چلے جائیں گے۔ دولت کی نامناسب تقسیم اگر نظام اسلامی مکمل طریق پر نافذ ہو جائے ناممکن ہے ــــ بہرحال اس کا مقابلہ دنیا کا کوئی نظام نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ خالق تعالےٰ کا دیا ہوا نظام ہے، اور وہ ہی خوب جانتا ہے کہ مخلوق کے لئے کس طرح کا نظام بہتر ہے۔

آپ حضرات اس وقت جو جد و جہد کر رہے ہیں اس میں اسلامی نظام کے نفاذ کے مطالبہ کو جملہ مطالبات پر مقدم رکھیں۔ سب سے زیادہ زور شرعی قوانین کی ترویج و تنفیذ پر دیجئے۔ تاکہ اس کی برکت سے ملک سے بدحالی و بدامنی کا خاتمہ ہو اور اطمینان اور خوش حالی نصیب ہو۔ اسلامی نظام سے یہ ملک امن و امان کا گہوارہ بن جائے گا اور اس ملک کے ہر شخص کی جان اور مال محفوظ ہو گا۔ اسلامی نظام حنبلی مسلک کے مطابق سعودی عرب میں آج بھی رائج ہے اور حنفی مسلک کا نظام عدالت سب سے زیادہ مرتب و مدون ہے۔ کتابیں موجود ہیں، علماء موجود ہیں، صرف ایک جنبشِ قلم نظام تبدیل ہو سکتا ہے۔

صدر محترم کو ایک مخلصانہ مشورہ

صدر محترم اگر اب بھی مکمل طور پر اسلامی نظام نافذ کر دیں تو ہمیں انہیں صدر ماننے سے کوئی انکار نہ ہو گا۔ بلکہ ہم سب انہیں تاحیات صدر رکھنا پسند کرتے رہیں گے۔ کیونکہ ہمیں اسلامی نظام سے سروکار ہے۔ اگر یہ کام وہ کر دیں تو ہم اور کیا چاہیں گے؟ اس سے رہتی دنیا تک ان کی نیک نامی ہو گی۔ اور آخرت میں کیا کیا انعامات حاصل ہوں گے۔ یہ خدا ہی جانتا ہے۔ اور کون سا مسلمان ہے جو اس کے بعد مطمئن نہ ہو گا۔ ؏

اے کاش اتر جائے ترے دل میں مری بات

حضرت مولانا مدظلہٗ (حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ) کی کرامت ہے کہ انہوں نے اس کے لئے تکلیف برداشت کی۔ اس کے بعد حالات تیزی سے بدلتے گئے اور دو مہینے میں حالات کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ اب چند دنوں سے تو حالات اور خراب ہو گئے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ملک میں امن و امان کا دور لائے۔ خدا ہم سب کو توفیق دے کہ اسلامی نظام کے لئے مسلسل جد و جہد کرتے رہیں ــــ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں آج حضرت مولانا کی صدارت میں "آئین شریعت کانفرنس" منعقد ہو رہی ہے۔ دعا کریں اللہ تعالےٰ اسے کامیاب فرمائے اور بہتر نتائج برآمد ہوں۔ اللّٰھم وفقنا لصالح الاعمال ولما تحب وترضیٰ۔

بقیہ : شذرات

اپنی غنڈہ گردی کا نشانہ بنانا چاہا جس سے دینی حلقوں میں بجا طور پر ہیجان پایا جاتا ہے اور غنڈہ گردی کے ان دونوں واقعات کا شدید ردِ عمل ہونے کا خطرہ ہے۔ چنانچہ ہمارے اندازے کے مطابق سفر کے دوران مسٹر بھاشانی پر حملہ بھی انہیں واقعات کا ردِ عمل ہے ــــ ظاہر ہے ملک میں تشدّد کو ہوا دینا اور سول نافرمانی کی دھمکیاں۔ اسی قسم کے واقعات کو جنم دے سکتی ہیں اور اس لئے ان کی پُرزور مذمت ہونی چاہیئے۔

"ادارہ خدام الدین" غنڈہ گردی اور تشدّد پسندی کی ہر حرکت کی مذمت کرتا ہے اور پاکستان کے باشندوں کو خدا و رسولؐ اور ملک کی سالمیت کے نام پر اپیل کرتا ہے کہ وہ اس قسم کی حرکات سے باز آئیں اور تشدّد کے تمام حربوں کو ناکام بنا دیں۔

دعائے صحت کی اپیل

ملتان کی مشہور علمی شخصیت اور حضرت شیخ التفسیر لاہوری کے شیدائی حضرت مولانا خدا بخش صاحب ملتانی ایک عرصہ سے شدید علیل ہیں جمیع علماء کرام و قراء حضرات سے بالخصوص اور عامۃ المسلمین سے بالعموم درخواست ہے کہ وہ مولانا موصوف کے لئے خصوصی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کا سایۂ شفقت درحمت تا دیر قائم رکھے (آمین) (قاری محمد شریف قصوری)

جمعیۃ علماء اسلام لاہور کی طرف سے غنڈہ گردی اور تشدد کی مذمت

۱۶ اَر مارچ - آج جمعیۃ علماء اسلام لاہور کی ایک میٹنگ مولانا محمد ابراہیم صاحب خازن جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کی زیر صدارت منعقد ہوئی جس میں چٹان کے دفتر پر پتھراؤ اور مولانا احسان الٰہی ظہیر مدیر الاعتصام کے ساتھ بدسلوکی کی شدید مذمت کی گئی اور ملک میں تشدّد اور غنڈہ گردی کی راہ پر گامزن ہونے والے تمام افراد کو متنبہ کیا گیا کہ ان کی یہ کارروائیاں ملک وملت کے لئے کھلا ہوا چیلنج ہیں اور شدید خطرہ ہیں اور جمعیۃ علماء اسلام ان تمام کارروائیوں کو نفرت اور غم وغصہ کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

جمعیۃ کے اس اجلاس نے اپنے کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ تشدّد کی تمام کارروائیوں سے اجتناب کریں اور امن وآشتی کی راہ ہموار کریں۔ تاکہ ملک کی سالمیت کے لئے خطرہ پیدا نہ ہو ــــ

جامعہ عربیہ تعلیم الابرار ملتان کے عزائم

جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ عیدگاہ روڈ ملتان کی تعمیر جدید کا کام شروع ہے جامعہ کو تین بلاکوں میں تقسیم کیا گیا ہے درس نظامی، علوم شرقیہ، کالج بلاک اور ہائی سکول - ہر حصہ پر تقریباً ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوگا - یہ منصوبہ تین سال میں مکمل ہوگا - اب تک تعمیر جدید پر تیس ہزار روپیہ خرچ ہو چکا ہے - اس وقت ساٹھ مسافر طلبہ کے قیام وطعام کا (صبح وشام) انتظام مدرسہ کی طرف سے ہو رہا ہے - اور آئندہ سال انشاء اللہ العزیز دو سو طلبہ کے قیام وطعام کا انتظام مدرسہ کی طرف سے ہوگا۔ ادارہ کے تمام اساتذہ مستند ہیں۔ مدرسہ ہذا کے متعلق جن علماء کرام اور زعمائے ملت نے اپنی بہترین آراء کا اظہار کیا ہے - ان میں مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری مولانا دوست محمد قریشی، حضرت مولانا خیر محمد، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا محمد شریف صدر مدرس مدرسہ خیر المدارس، مولانا محمد شفیع مہتمم مدرسہ قاسم العلوم، مولانا ڈاکٹر مناظر حسین ایڈیٹر خدام الدین لاہور، مولانا عبدالشکور دین پوری کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔ مدرسہ ہذا کا ماہانہ خرچ تین ہزار روپیہ سے بھی زیادہ ہو رہا ہے ملک کے مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ ادارہ کی تعلیمی وتعمیری ضروریات کے لئے جس قدر ممکن ہو اعانت فرما کر غریب و نادار طلبہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ ادارہ ہذا کے جملہ عطیات انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔

ابوالحسن قاسمی، مہتمم جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ عیدگاہ روڈ ملتان

بچوں کا صفحہ

قصۂ آدم علیہ السلام

ابوالریاض محمد امین، بہاولپور

حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ قرآن شریف میں پانچ مرتبہ آیا ہے۔ واقعہ تو دراصل ایک ہی ہے۔ البتہ اندازِ بیان ہر جگہ جداگانہ ہے ذیل میں اس واقعہ کو پارہ اوّل رکوع چہارم سے اختصار کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ انشاء اللہ باقی دوسری جگہ سے پھر لکھیں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام پہلے رسول اور خلیفہ ہیں۔ اور انسانی مخلوق کے بابا بھی آپ ہی ہیں۔ اسی لئے آپ کو بابا آدم کہا جاتا ہے۔ ان کی پیدائش سے پہلے فرشتے اور جنات کی پیدائش ضرور تھی۔ آدم زاد کوئی نہ تھا۔

بابا آدم کو پیدا کرنے سے پہلے خداوند کریم نے فرشتوں سے پوچھا۔ کہ میں زمین میں اپنا ایک نائب بنانا چاہتا ہوں۔ تمہاری کیا رائے ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا کہ وہ تو زمین پر دنگہ فساد اور خون خرابہ کرے گا۔

فرشتوں نے یہ جواب جنات کے تجربہ سے دیا۔ کیونکہ جنات آپس میں لڑتے اور خون خرابہ کرتے رہتے تھے۔ اس لئے فرشتوں نے سوچا کہ آدمؑ کی اولاد بھی اسی طرح کریگی۔ شاید حضرت آدمؑ کا بُت اور اس کے اجزائے ترکیبی آگ، پانی، ہوا اور مٹی سے سرکشی کا اندازہ لگالیا۔ اور ساتھ ہی فرشتوں نے عرض کیا۔ کہ اے خدا! ہم ہر وقت تیری حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس بیان کرتے رہتے ہیں۔ گویا آدمؑ کی کیا ضرورت ہے۔ اس پر خداوند کریم نے فرمایا کہ آدمؑ کی پیدائش میں جو حکمت پوشیدہ ہے اُسے میں ہی بہتر جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

پس حضرت آدمؑ کے بت میں روح پھونک دی گئی۔ اور وہ زندہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اب اللہ تبارک و تعالےٰ نے حضرت آدمؑ کو جملہ مخلوق کے نام اور ان کے خواص و حقائق سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمادی اور بذریعہ الہام سب اشیاء کی وضاحت کر دی پھر اُن سب اشیاء کو فرشتوں کے سامنے کیا۔ اور کہا کہ اگر تم اپنے دعوٰی میں سچے ہو، تو ان چیزوں کے نام وغیرہ بتاؤ۔ اس پر سب فرشتے بولے۔ اے اللہ! تو پاک ہے۔ ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا آپ نے ہمیں سکھا دیا۔ بے شک تو ہی علم و حکمت کا جاننے والا ہے۔ ہم کیا جانیں۔

فرشتوں کے اس اعتراف کے بعد خداوند کریم نے حضرت آدمؑ سے کہا۔ کہ وہ ہی اُن اشیاء کے نام بتائیں۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے جملہ اشیاء کے نام بتا دیئے۔ تو خداوند کریم نے فرشتوں کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ "میں نے کہا نہیں تھا۔ کہ میں ہی زمین و آسمان کے پوشیدہ اسرار کو جانتا ہوں اور تمہارے بھی ظاہر و باطن کو جانتا ہوں۔ اور دلوں تک کے بھیدوں سے واقف ہوں۔"

حضرت آدم علیہ السلام کی اس مسلمہ فوقیت کے بعد خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ سب حضرت آدمؑ کو تعظیمی سجدہ کریں۔ اس پر سب فرشتے سجدہ کے لئے جھک گئے۔ مگر ابلیس نامراد نے تکبر اور غرور سے انکار کر دیا۔ اور کافر ہو گیا ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندانِ لعنت گرفتار کرد

دراصل ابلیس بڑا عبادت گزار رہا تھا اور فرشتوں کا استاد کہلاتا تھا۔ اسے اپنی عبادت اور سرداری کا بڑا گھمنڈ تھا۔ چنانچہ یہی غرور اس کے آگے آیا۔ اور خدا کے حکم کا انکار کر کے مردُود ہو گیا۔

یہ سجدہ تعظیمی تھا اور خدا کے حکم سے تھا۔ اب اسلام میں خدا ہی کے حکم سے منع ہے بلکہ شرک ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت آدمؑ اور ان کی بیوی مائی حوّا کو جنت میں رہنے کا حکم ہو گیا۔ چنانچہ فرمایا۔ کہ تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو۔ جہاں سے چاہو اور جو چاہو خوب کھاؤ پیو۔ البتہ اس درخت یا پودے کے پاس نہ پھٹکنا۔ درخت یا پودے سے مراد گندم کا پودا یا انگور اور انجیر مراد ہے۔ اگر تم اس کے پاس گئے تو ظالم ٹھیرائے جاؤ گے۔

اُدھر شیطان مردُود ہوا تو اس نے بھی خدا سے عرض کی کہ اُسے بھی قیامت تک کی مہلت مل جائے تاکہ وہ بھی جی بھر کر لوگوں کو گمراہ کر سکے۔ چنانچہ اس کی درخواست بھی قبول ہوئی اور اسے تاقیامت زندگی مل گئی تاکہ وہ بھی اپنا شیطانی چرخہ چلاتا رہے۔

حضرت آدمؑ کی خلافت عظمت اور فوقیت کا اُسے بڑا حسد تھا۔ چنانچہ اپنا پہلا وار ان ہی پر چلایا۔ اور حضرت آدمؑ اور مائی حوّا کو پھسلایا کہ دراصل یہی شجر ممنوعہ ہی اصل حیات ہے۔ اور یہی دائمی بہشت کا ذریعہ ہے۔ اسے کھاؤ گے تو سدا جنت میں رہو گے۔ ورنہ یہاں نہ رہ سکو گے۔ چنانچہ دونوں شیطان کے وسوسے میں آ گئے۔ اور اس درخت کا پھل کھا بیٹھے۔

اس پر خداوند کریم نے فرمایا کہ تم سب ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ سب جنت سے نکل جاؤ۔ اور نیچے زمین پر جا کر رہو۔ وہاں ایک مقررہ وقت تک تمہیں زندگی گذارنی پڑیگی۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکل کر بہت ہی پچھتائے۔ مگر زمین پر اترنا پڑا۔ یہاں آکر آپ نے دن رات گریہ و زاری کی۔ اس پر خداوند رحیم نے رحم کھا کر ان کے دل پر توبہ کے کلمات اور دعائیہ آیات القا فرما دیں۔ جن کا مطلب یہ ہے "اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور رحم نہیں کرے گا تو ہمیں بہت خسارہ ہو گا"۔ حضرت آدم علیہ السلام اور مائی حوّا دونوں رات دن کئی سال تک یہ دعا پڑھتے رہے۔ پھر ان کی توبہ قبول ہوئی۔ مگر ٹھکانا زمین پر ہی رہا۔ جنت جاتی رہی۔ چنانچہ حکم ملا کہ تم زمین پر ہی رہو۔ اور تمہاری اولاد کے پاس میری طرف سے ہدایت آتی رہے گی جو کوئی میری ہدایت پر چلے گا۔ اور میرے رسولوں کا کہا مانے گا۔ اسے کوئی غم اور خوف نہ ہو گا۔ اور وہ قیامت کے دن غمگین بھی نہ ہوں گے بلکہ خوش و خرم ہوں گے۔ البتہ جو شیطان کے بندے ہوں گے اور ہماری کتابوں کا انکار کریں گے۔ اُن کے لئے دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے

ناظرین کرام! یہ ہے ہماری یہاں دنیا پر آنے کی کہانی۔ شیطان اب بھی ہمیں بہکاتا ہے، وسوسے ڈالتا ہے اور حرص کے بندے اُس کی راہ پر چل پڑتے ہیں۔ مگر رحمان کے بندے اُس کے پھندے میں نہیں آتے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطانی وسوسوں سے بچائے اور قرآن پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۶-۴۸۱ مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۶۷۸/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G/۸۲-۴۰-۱۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۶ء
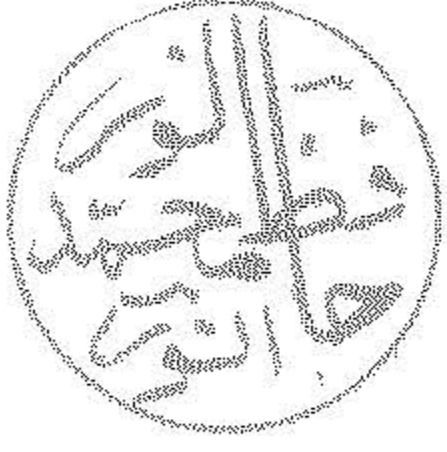
بارگاہِ فاروقیؓ میں گلہائے عقیدت

حافظ محمد انور

سلام اے حضرتِ فاروقِ اعظمؓ مردِ لاثانی
سلام اے عاشقِ ختم الرسلؐ محبوبِ سبحانی

سلام اے حامیٔ دیں، ناشرِ احکامِ قرآنی
سلام اے ناصرِ اسلام از افضالِ ربانی

اسی دن ہر طرف اللہ اکبر کی صدا گونجی
ملا جس دن رسولِ حقؐ سے تجھ کو نورِ ایمانی

تری جبروت نے دنیا سے باطل کو مٹا ڈالا
ہوا جاری ترے فرماں سے رودِ نیل کا پانی

یتیموں اور بیواؤں کی تو نے دستگیری کی!
غلاموں بے کسوں پر ہو گیا پھر فضلِ رحمانی

مشیرِ شیر دل جس کو ملا ہو قدرتِ حق سے
تو غالب پھر نہ کیوں ہو اس کی تدبیرِ جہانبانی

تجھے اللہ نے رعبِ مجسّم تھا کیا پیدا
ٹپکتا تھا لباس سادگی سے دابِ سلطانی

چلا جب تو سوئے بیت المقدس اپنے نوکر کو
سفر میں تو نے سمجھا مستحقِ عزِّ انسانی

لرز اٹھا تری ہیبت سے قلبِ قیصر و کسریٰ
ہوئے سب سرنگوں رومی ایرانی و یونانی

تری آواز کی سب نے کرامت دیکھ لی اسدم
سنی جب ساریہؓ نے دور سے اور جنگ کی ٹھانی

علیؓ کے ساتھ کل امت نے کر لی جب تری بیعت
تو لہرا یا زمانے میں لوائے دینِ ربانی

تو صدیقؓ و نبیؐ کے بعد کل امت میں افضل تھا
تو پھر بیعت تری کرتے نہ کیوں وہ شیرِ یزدانیؓ

سفر میں بھی حضر میں بھی رہا تو ساتھ حضرتؐ کے
بنا مدفن ترا در پہلوئے محبوبِ سبحانی

خدا خوش ہے نبیؐ خوش ہے نبیؐ کے یارؓ بھی خوش ہیں
تعالی اللہ تیرے کوکبِ قسمت کی تابانی

ٹھکانا خلد میں ہو یہ اگر منظور ہے انور
بنا وردِ زباں فاروقِ اعظمؓ کی ثنا خوانی

سلام اے آلِ مصطفویؐ سے رشتہ جوڑنے والے
رسولِ حقؐ کے اعدائے سے تعلق توڑنے والے